عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ
لولاک
ملتان

شوال المکرم ۱۴۲۱ھ
جنوری ۲۰۰۱ء

شمارہ ۱۰ ◇ جلد ۴/۲۷

چناب نگر کو کھلا شہر قرار دینے کے اقدامات کو ختم کرنے کا منصوبہ

آزاد قادیانی ریاست کے قیام کا اعلان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے دلائل

خطبات و ارشادات حضرت جالندھری

تعلیماتِ نبوی کے موتی

انبیاء علیہم السلام اور مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد قادیانی کی تضاد بیانیاں

بانی، مجاہد ختم نبوت، حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

زیر سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

رانا محمد طفیل جاوید

کاتب

قاری محمد حفیظ اللہ

شمارہ نمبر 10 جلد نمبر 37/4

قیمت فی شمارہ ——— ۱۰

سالانہ ——— ۱۰۰

بیرون ملک

۱۰۰۰ روپے پاکستانی

بیاد

- امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
- مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
- مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
- مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
- حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
- فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
- شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
- شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
- حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
- حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
- حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی جمیل خان	مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر	چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام مصطفےٰ
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ، دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان

ناشر، صاحبزادہ طارق محمود، مطبع تشکیل پرنٹرز ملتان

مقام اشاعت، جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

چناب نگر کو کھلا شہر قرار دینے کے اقدامات کو ختم کرنے کا منصوبہ	اداریہ	3
آزاد قادیانی ریاست کے قیام کا اعلان	صاحبزادہ طارق محمود	7
تعلیمات نبوی ﷺ کے موتی	محمد رفیق	20
خطاب مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	سید شمشاد حسین شاہ	25
انبیاء کرام علیہم السلام اور مرزا غلام احمد قادیانی	ادارہ	38
عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے دلائل	مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی	41
قادیانیوں سے ایک سوال	مولانا محمد حسین ناصر	50
مرزا غلام احمد قادیانی کی تضاد بیانیاں	مولانا محمد قاسم	52
جماعتی سرگرمیاں!	ادارہ	54
تبصرہ کتب	ادارہ	62
دینی معلومات	مولانا محمد طیب فاروقی	64

* * * * * *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادارہ

چناب نگر کو کھلا شہر قرار دینے کے

اقدامات کو ختم کرنے کا منصوبہ !!!

مسلم کالونی چناب نگر و تھانہ چناب نگر کی زمین قادیانی واپس لینے کے لیے متحرک ہیں۔ اس ضمن میں ملی یکجہتی کونسل کا ایک وفد 6 دسمبر 2000ء کو گورنر پنجاب جناب (ر) جنرل محمد صفدر صاحب کو ملا اور ذیل کی عرضداشت ان کی خدمت میں پیش کی۔ (ادارہ)

☆............ 29 مئی 1974ء کو چناب نگر (سابقہ ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے طلباء پر قادیانیوں کی وحشیانہ درندگی کے رد عمل میں تحریک چلی۔ پنجاب حکومت نے "سانحہ ربوہ" کی تحقیقات کے لئے عدالتی کمیشن جسٹس صمدانی کی سربراہی میں مقرر کیا۔ وفاقی حکومت نے قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی کے سپرد کیا۔ قومی اسمبلی و سینٹ نے متفقہ طور پر 1973ء کے آئین میں دوسری ترمیم کے ذریعہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اور جسٹس صمدانی کمیشن کی رپورٹ کی روشنی میں :

(1)............ ربوہ کی بلدیاتی حدود میں توسیع کر کے بعض مسلم گاؤں اس میں شامل کیے گئے۔

(2)............ ربوہ میں چوکی کے ساتھ ساتھ تھانہ بھی قائم کیا گیا۔

(3)............ ربوہ کو سب تحصیل قرار دے کر وہاں آر۔ ایم کی عدالت قائم کی گئی۔

(4)............ ربوہ کے مشرق میں لوانکم ہاؤسنگ سکیم کے تحت (50) ایکٹر زمین پر مشتمل کالونی قائم کی۔ جس میں کنال کے 29 پلاٹ (10) مرلہ کے 127 پلاٹ اور (5) مرلہ کے 313 پلاٹ۔ کل (509) پلاٹ رکھے گئے۔

یہ کالونی اب مسلم کالونی چناب نگر (ربوہ) کے نام سے موسوم ہے۔

☆............ اس رہائشی کالونی کے لئے حکومت نے (29) ایکڑ قادیانی جماعت "صدر انجمن

احمدیہ پاکستان"اور (21)ایکڑ رقبہ علاقہ کے زمینداروں سے ایکوائر کیا۔1976ء میں لوانکم ہاؤسنگ سکیم کے تحت مسلمانوں کو1450روپیہ فی مرلہ کے حساب سے 5مرلہ اور10 مرلہ کے پلاٹ قرعہ اندازی میں دیئے گئے۔جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اور ان میں سے اکثر وبیشتر پر تعمیرات مکمل ہوگئی ہیں یا زیر تعمیر ہیں۔اس میں 9کنال پر مشتمل جامع مسجد و مدرسہ کے لئے پلاٹ "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کو الاٹ ہوا۔وہاں پر عظیم الشان جامع مسجد و مدرسہ تعمیر ہو چکے ہیں۔ سینکڑوں مقامی و مسافر طلباء قرآن مجید کی تعلیم سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔نماز پنجگانہ 'نماز عیدین' جمعہ اور سالانہ عظیم الشان "آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس"منعقد ہوتی ہے۔

☆.........باقی ماندہ پلاٹوں کو اکتوبر 'نومبر 2000ء سے نیلام عام کے ذریعہ فروخت کیا جارہا ہے۔جس سے پندرہ ہزار سے اوپر فی مرلہ حکومت کو خطیر رقم مہیا ہورہی ہے۔

☆.........ربوہ شہر جس کا اب نیا نام "چناب نگر" ہے۔اسے آباد کرنے کے لئے قادیانی جماعت کو پنجاب حکومت نے (لینڈ گرانٹ)زمین بطور عطیہ کے دی تھی۔یہ کل جگہ 1034ایکڑ تھی۔ ایک آنہ فی مرلہ کے حساب سے (رجسٹری اخراجات)1034روپے ادا کر کے 26جون1948ء کو یہ زمین صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو الاٹ کی گئی۔1976ء میں مسلم کالونی اور تھانہ کے قیام کے لئے قادیانی جماعت سے زمین ایکوائر کی تھی۔اس زمانہ سے مختلف عدالتوں میں قادیانیوں نے مقدمہ بازی کا مشغلہ شروع کرر کھا ہے۔

جب صدر انجمن احمدیہ سے حکومت نے یہ زمین لی۔تو ان کو 8ہزار فی ایکڑ کا ایوارڈ دیا گیا۔قادیانی جماعت نے وہ وصول کرنے سے انکار کر دیا۔زمین کا معاوضہ کے طے کرنے کے لئے یہ کیس اب ہائیکورٹ کا فل بنچ سماعت کرے گا۔اس دوران میں قادیانیوں نے دوسری علیحدہ رٹس دائر کیں۔ "اولڈ کیس"کی جلد سماعت کے لئے چیف جسٹس کمیٹی کے فیصلہ کے مطابق ان قادیانی کے مقدمات (مسلم کالونی تھانہ)کی سماعت کے لئے اکتوبر 2000ء میں تاریخ لگی تو قادیانیوں نے4دسمبر کی تاریخ لے لی کہ گورنمنٹ سے ہمارا سمجھوتہ طے پارہاہے اور اب 4دسمبر کو بھی یہی کہا کہ ہمارا حکومت سے سمجھوتا ہورہا ہے۔اس لئے سماعت تاریخ کے تعین کے بغیر ملتوی ہوگئی۔

پریشان کن صورت حال

اب حکومت اور قادیانیوں میں جو سمجھوتہ طے پارہا ہے وہ یہ ہے کہ :

☆.......... جتنی جگہ تھانہ کی عمارت کی ہے اس کے علاوہ خالی جگہ قادیانی جماعت کو واپس کر دی جائے۔

☆.......... حکومت میں چھپی ہوئی قادیانی لابی حکومت کو ناکام بنانے کے لئے اس اقدام پر تلی بیٹھی ہے کہ ہر قیمت پر قادیانیوں کو یہ جگہ واپس کرنی ہے۔ تاکہ دوبارہ چناب نگر (سابقہ ربوہ) پر قادیانیوں کی گرفت مضبوط ہو۔ حالانکہ یہ جگہ مین روڈ پر واقع ہے۔ بیش قیمت سرکاری جائیداد ہے۔

☆.......... حکومت نے جن شرائط پر قادیانی جماعت کو 1948ء میں زمین دی تھی۔ وہ پوری نہیں ہوئیں۔ حکومت کو واپس لینے کا جائز طور پر پورا حق حاصل تھا۔ اس لیے کہ شرائط میں طے تھا کہ :

☆.......... حکومت جب چاہے گی زمین واپس لے سکے گی۔

☆.......... عطیہ وصول کنندہ فریق صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

☆.......... مگر اب بعض حکومتی کارندے قادیانیوں کو نوازنے کے لئے کروڑوں کی جائیداد کا حکومت کو ٹیکہ لگانا چاہتے ہیں۔ جب کہ پارکنگ اور دیگر ملحق ہوئی ضروریات کیلئے یہ زمین تھانہ کی ضرورت ہے۔

☆.......... دوسرا قادیانی حکومتی منصوبہ یہ ہے کہ مسلم کالونی میں جو پلاٹ مسلمانوں کو الاٹ ہو چکے ہیں ان کو چھوڑ کر باقی پلاٹ قادیانی جماعت کو واپس دے دئے جائیں۔ اربوں روپے کی جائیداد قادیانیوں کو واپس دینے کے لئے حکومت میں چھپے ہوئے قادیانی اور قادیانی نواز عناصر متحرک ہیں۔ حتیٰ کہ قادیانی کھلے عام یہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ یہ کالونی ہمیں واپس مل جائے گی۔

☆.......... چناب نگر (سابقہ ربوہ) شہر میں 1005 ایکڑ کی زمین پر ایک بھی گھر مسلمانوں کا نہیں۔ تمام تر رہائشی قادیانی ہیں۔ جس طرح اسرائیل نے دنیا بھر سے یہودیوں کو فلسطین میں اکٹھا کیا اور خالص یہودی آبادی پر مشتمل شہر قائم کئے۔ اسی طرح قادیانیوں نے بھی اس شہر میں ایک مسلمان کو بھی جگہ نہیں دی۔ اور ظلم یہ کہ قادیانی جماعت نے حکومت سے تمام زمین عطیہ میں لے کر قادیانیوں کو یہ پلاٹ فروخت کئے اور اربوں کی جائیداد انجمن احمدیہ نے بنائی اور پھر قادیانی عوام کو بھی مالکانہ حقوق نہیں

دیئے۔ بلکہ ان کو زمین لیز پر دی۔ تا کہ کوئی قادیانی اگر جماعت سے بغاوت کرے یا اسلام قبول کرے تو لیز ختم کر کے ان کو چناب نگر (سابقہ ربوہ) سے نکال دیا جائے۔

............شہر میں تمام آبادی قادیانیوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے توازن برقرار رکھنے کے لئے۔ حکومت نے نئی رہائشی کالونی مسلمانوں کے لئے مختص کی۔

............اب اگر خالی پلاٹ قادیانیوں کو دیئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ راہیں ہموار کی جارہی ہیں تو اس طرح امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوگا۔ اور تحریک ختم نبوت 1974 کے نتیجہ میں ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے جو اقدامات ہوئے تھے۔ وہ بھی عملاً ناکام ہو جائیں گے۔

اب ان حالات میں ہمارا حکومت سے مطالبہ ہے کہ :

(1)............عدالتی عمل میں قادیانی تاخیری حربوں کے خلاف حکومت زوردار طریقہ پر اپنا موقف پیش کرے۔

(2)............قادیانیوں کو جائز معاوضہ جو عدالت طے کرے۔ محکمہ ادا کرے ان کو خالی پلاٹ نہ دیئے جائیں بلکہ وہ نیلام عام کے ذریعہ مسلمانوں کو دیئے جائیں۔

(3)............تھانہ ومسلم کالونی کے ان پلاٹوں کو واپس کرنے کے لئے جو بالا بالا حکومتی ارکان و قادیانی جماعت سازش کر رہی ہے۔ ان کے خلاف انکوائری کرائی جائے اور اس سازش میں شریک حکومتی ارکان کو حکومت سے علیحدہ کیا جائے۔

اخلاقیات کی تین باتیں!

حضور اکرم ﷺ کے حقیقی چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اخلاقیات میں تین باتیں ایسی ہیں جو دور جاہلیت میں بھی اچھی سمجھی جاتی تھیں۔ مسلمان تو ان باتوں کے اور بھی زیادہ لائق ہیں۔ پہلی بات یہ ان کے یہاں کوئی مہمان آتا تو خوب لگن سے اس کی مہمان نوازی کرتے۔ دوسری بات یہ کہ اگر کسی کی بیوی بوڑھی ہو جاتی تو اسے طلاق نہ دیتے بلکہ اس اندیشہ سے کہ کہیں یہ بیچاری برباد ہی نہ ہو جائے اسے اپنے پاس ہی رکھتے۔ تیسری بات یہ کہ اگر ان کے ہمسایہ کو تنگدستی یا کوئی اور آفت پہنچتی تو وہ لوگ اس کے قرض کی ادائیگی اور اسے سختی سے نکالنے کے لئے پوری جدوجہد سے کام لیتے۔

آزاد قادیانی ریاست کے قیام کا اعلان

تحریر: صاحبزادہ طارق محمود

ایک نیوز ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق قادیانی جماعت کے مفرور رہنما مرزا طاہر قادیانی نے قادیانیوں کی آزاد ریاست کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے ایک 9 رکنی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ کمیٹی کے سربراہ مرزا طاہر قادیانی خود ہوں گے۔ کمیٹی کو تین سال کا عرصہ دیا گیا ہے۔ کمیٹی کا ہیڈ کوارٹر لندن میں ہوگا۔ مکمل خبر ملاحظہ فرمائیں:

مرزا طاہر نے قادیانیوں کی آزاد ریاست کے قیام کا اعلان کر دیا!

پاکستان اور بھارت کے بعض علاقے بھی شامل ہیں!

”لندن (چناب نگر+ایم ایل آئی) قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر نے پاکستانی علاقہ شکر گڑھ، سیالکوٹ اور بھارت کے علاقہ قادیان اور اس سے ملحقہ کشمیری علاقوں پر مشتمل ایک قادیانی ریاست کے قیام کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلے میں عملی اقدامات اور منصوبہ بندی کے لئے 9 رکنی کمیٹی قائم کر دی گئی ہے جس کا سربراہ وہ خود ہوگا۔ اس کمیٹی کو تین سال کا وقت دیا گیا ہے۔ ذرائع کے مطابق اس سلسلہ میں برطانیہ میں ایک ہیڈ کوارٹر قائم کر دیا گیا ہے۔ مرزا طاہر نے اپنی جماعت کو اس سال کے اندر دو لاکھ افراد کو قادیانی بنانے کا ٹارگٹ دیا ہے۔ اس کے علاوہ کراچی کے قریب سپر ہائی وے پر قادیانیوں کی ایک مرکزی عبادت گاہ بھی بنائی جا رہی ہے۔“ (روزنامہ آواز لاہور 4 دسمبر 2000ء)

6 دسمبر 2000ء کے اخبارات میں قادیانی جماعت کے ترجمان کے حوالہ سے اس خبر کی تردید

شائع ہوئی ہے۔ اس خبر کو بے بنیاد اور شر انگیز قرار دیا گیا ہے۔ قادیانی جماعت کی تردیدی وضاحت ملاحظہ کریں:

قادیانی ریاست کے حوالہ سے شائع ہونے والی خبریں بے بنیاد ہیں:

ترجمان جماعت احمدیہ

”لاہور (پ ر) پاکستان میں قادیانی ریاست کے قیام کا منصوبہ کے حوالہ سے شائع ہونے والی خبریں جماعت احمدیہ کے خلاف بے بنیاد اور شر انگیز پراپیگنڈہ ہے۔ یہ بات ترجمان جماعت احمدیہ ملک خالد مسعود نے اخبارات میں شائع ہونے والی ان خبروں کی تردید میں کہی جس میں کہا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ ملک کے اندر کسی الگ ریاست بنانے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ ترجمان جماعت احمدیہ نے کہا کہ جو بے سروپا اور من گھڑت خبر کسی نیوز ایجنسی کے حوالے سے شائع ہو رہی ہے نہ تو اس کا کوئی ثبوت پیش کیا گیا اور نہ اس میں کسی قسم کی کوئی صداقت ہے۔ ترجمان جماعت احمدیہ نے کہا کہ صحافتی دیانتداری کے کیا یہی تقاضے ہیں کہ کسی جماعت کے خلاف بے بنیاد پراپیگنڈہ کیا جائے اور اس کے خلاف جھوٹی خبروں کو پھیلایا جائے۔ ترجمان جماعت احمدیہ ملک خالد مسعود نے کہا کہ جماعت احمدیہ نے تحریک پاکستان میں قائداعظم کے شانہ بشانہ کام کیا ہے اور ہمیشہ پاکستان کی تعمیر و ترقی میں احمدیوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ پاکستان ہمارا پیارا وطن ہے۔ احمدی اس کی ترقی اور حفاظت کے لئے آئندہ بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ اس ملک کی طرف چلایا جانے والا ہر تیر احمدی اپنے سینوں پر لیں گے۔ ترجمان جماعت احمدیہ کے مطابق اس طرح کی خبریں وہ جماعتیں پھیلا رہی ہیں جو قیام پاکستان کے مخالف تھیں اور اب استحکام پاکستان کی راہ میں روکاوٹ ہیں اور اخبارات کو چاہیئے کہ تحقیق کے بعد خبریں شائع کیا کریں۔“

(روزنامہ نوائے وقت 6 دسمبر 2000ء)

ترجمان نے اعلان سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

☆...... آزاد قادیانی ریاست کے قیام کے بارے میں کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا۔

☆............جماعت احمدیہ نے قائداعظم کے شانہ بشانہ کام کیا ہے۔

☆............پاکستان کی تعمیر و ترقی میں احمدیوں نے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔

☆............احمدی ملک کی ترقی اور حفاظت کے لئے آئندہ کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

اس ملک کی طرف چلایا جانے والا ہر تیر احمدی اپنے سینوں پر لیں گے۔

آزاد قادیانی ریاست کے قیام کے حوالہ سے چھپنے والی خبر کی صحت کی ذمہ داری تو بہر حال خبر جاری کرنے والی نیوز ایجنسی پر ہی عائد ہوتی ہے قطع نظر اس کے کہ مذکورہ خبر میں کوئی صداقت ہے کہ نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ قادیانی جماعت ایک مدت سے اپنی علیحدہ ریاست کا خواب دیکھ رہی ہے۔ قادیانی مذہب کی بنیاد چونکہ کذب' دجل و فریب پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے جماعت کے ترجمان نے بھی کذب و افتراء کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے کچھ دلکش انداز میں خبر کی حقیقت کو جھٹلانے کی کوشش کی ہے:

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں مگر ہاتھ میں تلوار نہیں ہے

حالیہ خبر کی تردید کے باوجود قادیانی جماعت اپنے خفیہ عزائم کو نہیں چھپا سکتی۔ کیا قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی اس امر کی تردید کر سکتے ہیں کہ قادیانی ریاست کا قیام ان کے مقاصد میں شامل نہیں؟ قادیانی جماعت کے بارے میں ایک بات طے شدہ ہے کہ اس صیہونی تحریک کی بنیاد برطانوی سامراج نے اپنے مخصوص مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے رکھی تھی۔ قادیانی جماعت (جماعت احمدیہ) کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی انگریز استعمار کی ایجاد تھے۔ قادیانی فتنہ کا خمیر سرکار برطانیہ نے نظریہ ضرورت کے تحت تیار کیا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت کا ڈھونگ تنسیخ جہاد اور اطاعت برطانیہ کے مقصد کے لئے رچایا گیا تھا۔ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے حرمت جہاد کے خاتمہ کے لئے الہامی سند مہیا کی تھی تاکہ ہندوستان کے مسلمانوں کو تاج برطانیہ کا غلام اور محکوم بنایا جا سکے۔ ان تمام حقائق اور شواہد کی تفصیل بیان کئے بغیر یہ بتانا ضروری ہے کہ اگر جماعت احمدیہ مذہب کا لبادہ نہ اوڑھتی تو یہ تحریک ابتداء ہی میں دم توڑ جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طویل مدت تک لوگ قادیانیت کو مسلمانوں کا ایک فرقہ ہی خیال کرتے رہے۔ حکومت برطانیہ کی سرکاری سرپرستی کے علاوہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی باہمی کشمکش اور مسالک کی مخاصمت سے بھی قادیانی تحریک نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ قادیانی جماعت کا شروع دن سے دعویٰ ہے کہ وہ ایک دینی تحریک ہے۔ سیاسیات سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ خود ساختہ جلاوطنی اختیار کرنے والے

مرزا طاہر اپنے آقائی گود میں بیٹھ کر اب بھی اسی دعویٰ کا اعادہ کرتے ہیں۔ قادیانی جماعت دینی لیبل لگا کر پس پردہ جو مخصوص عزائم اور مقاصد رکھتی ہے ان میں ایک مقصد قادیانی ریاست کا قیام بھی ہے۔ ہم چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت شروع دن سے ہی اپنی ریاست' حکومت اور اقتدار کا خواب دیکھ رہی ہے۔

- ...."نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار رہنا چاہئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔"(روزنامہ الفضل قادیان 27 فروری 1922ء)
- ...."اصل تو یہ ہے کہ ہم نہ انگریز کی حکومت چاہتے ہیں نہ ہندوؤں کی۔ ہم احمدی حکومت چاہتے ہیں۔"(روزنامہ الفضل قادیان مرزا محمود 14 فروری 1922ء)
- ...."اس وقت حکومت احمدیت کی ہوگی۔ آمدنی زیادہ ہوگی۔ مال واموال کی کثرت ہوگی جب تجارت اور حکومت ہمارے قبضہ میں ہوگی۔ اس وقت اس قسم کی تکلیف نہ ہوگی۔"

(الفضل 8 جون 1926ء)

- ...."دوسری بادشاہتوں کو خطرہ ہے کہ وہ ٹوٹ جائیں گی مگر ہمیں امید ہے کہ بادشاہت دی جائے گی۔ حکمران ڈر رہے ہیں کہ ان کی حکومت جاتی رہے گی مگر ہم (قادیانی) خوش ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں دی جائے گی۔"(خلیفہ قادیانی اخبار الفضل 3 اپریل 1928ء)
- ...."ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ جب 1/10 حصہ تو کنچیاں (کنجریاں) بھی داخل کرنے کو تیار ہو جائیں گی۔ اس وقت حکومت احمدیت کی ہوگی۔"

(ارشادات خلیفہ قادیان ضمیمہ الوہیت ص 67)

- ...."یادرکھو کہ سیاسیات اور اقتصادیات اور تمدنی امور حکومت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ پس جب تک ہم اپنے نظام کو مضبوط نہ کریں اور تبلیغ اور تعلیم کے ذریعہ سے حکومتوں پر قبضہ کرنے کی کوشش نہ کریں ہم اسلام کی ساری تنظیموں کو جاری نہیں کر سکتے۔"(الفضل قادیان 5 جنوری 1937ء)
- ...."یہ مت خیال کرو کہ ہمارے لئے حکومتوں اور ملکوں کا فتح کرنا بند کر دیا گیا ہے بلکہ ہمارے لئے بھی حکومتوں اور ملکوں کا فتح کرنا ایسا ہی ضروری ہے۔"(الفضل 8 جنوری 1937ء)
- ...."میں تو اس بات کا قائل ہوں کہ انگریزی حکومت چھوڑ دنیا میں سوائے احمدیوں

کے اور کسی کی حکومت نہیں رہے گی۔ پس جبکہ میں اس بات کا قائل ہوں بلکہ اس بات کا خواہش مند ہوں کہ دنیا کی ساری حکومتیں مٹ جائیں اور ان کی جگہ احمدی حکومتیں قائم ہو جائیں۔" (اخبار الفضل قادیان 21نومبر 1939ء)

"جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت کو سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار (انگریز حکومت) کو قائم رکھا جائے۔ تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت کے قبضہ میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے لئے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو۔" (الفضل 3جنوری 1945ء)

برصغیر پاک وہند کی تقسیم اور پاکستان کے معرض وجود میں آجانے کے بعد بھی قادیانی جماعت کے رہنماؤں کے دماغ میں علیحدہ ریاست اور حکومت کا بھوت سوار رہا۔ قادیانی برصغیر کی تقسیم اور قیام پاکستان دونوں کے مخالف تھے۔ تقسیم کے مخالف اس لئے تھے کہ وہ ملکہ وکٹوریہ کی آغوش میں رہنا چاہتے تھے اور پاکستان کے خلاف اس لئے تھے کہ ایک مسلمان آزاد خود مختار ریاست میں قادیانی فتنہ کیونکر پنپ سکتا تھا؟۔ قادیانی سربراہ کو اس امر سے متعلق پیشگی فکر لاحق تھی۔ جیسا کہ ان کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے۔ قادیانی جماعت کے رہنما ہندوستان کی تقسیم اور دو قومی نظریہ کے کس حد تک مخالف تھے اس کا اندازہ اس حوالہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ:

"ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہندو مسلم سوال اٹھ جائے اور ساری قومیں شیر وشکر ہو کر رہیں تاکہ ملک کے حصے بخرے نہ ہوں.......... اللہ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد ہوں تاکہ احمدیت اس وسیع بیس پر ترقی کرے.......... ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ بھارت بنے اور ساری قومیں باہم شیر وشکر ہو کر رہیں۔"

(الفضل قادیان 5اپریل 1947ء)

اکھنڈ بھارت کا تصور قادیانی رہنما مرزا محمود کے الہام اور رویا کی بنیاد پر تھا۔ ان کی مخالفت کے باوجود جب پاکستان کا قیام ناگزیر ہو گیا تو بھی انہوں نے اسی امر کا اعادہ کیا اور اس بات کو اپنے ایمانیات کا حصہ بنالیا کہ بالآخر تقسیم کی حدیں ختم ہوں گی اور ہندوستان متحد ہو گا۔

"میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا کرنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے

...... یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہو جائیں۔“

(الفضل قادیان 17 مئی 1947ء)

یہ دو حوالے پیش کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ اکھنڈ بھارت جن کا ایمان...... بھارت مراجعت جن کا یقین...... بادل نخواستہ پاکستان کا قیام جنہیں قبول ہو کس مقصد کی خاطر بانی پاکستان کے شانہ بشانہ کام کرتے رہے؟ پاکستان کی مخالفت اور قائداعظم کا ساتھ دو متضاد چیزوں کا نام ہے۔ قادیانی جماعت کے ترجمان کا دعویٰ جچتا ہے نہ سجتا ہے:

اللہ رے اسیری بلبل کا اہتمام
صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

قائداعظم کی مسلم لیگ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت احمدیہ میں کس قدر تضاد تھا۔ دونوں جماعتوں اور دونوں قائدین کا نصب العین جدا جدا تھا۔ قادیانی جماعت کے ترجمان ملک خالد مسعود ذرا اس پر بھی غور کریں۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلم لیگ میں جماعت احمدیہ کی شمولیت کے بارے میں کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا تھا:

”مسلم لیگ ایک سیاسی جماعت ہے اور جماعت احمدیہ ایک مذہبی.......... ہمارا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ سیاسی کاموں میں دخل دینے سے ہمارے تبلیغی مقاصد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔“(ہفت روزہ لاہور 23 اگست 1946ء)

قیام پاکستان کے بعد قادیانی ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اپنے آبائی مرکز قادیان (بھارت) سے پاکستان منتقل ہو گئے۔ انگریز گورنر پنجاب سر فرانس موڈی نے قادیانی جماعت کو ملت اسلامیہ سے غداری اور تاج برطانیہ سے وفاداری کے عوض 1033 ایکڑ 7 کنال 8 مرلہ اراضی ماضی کے سکہ آنہ فی مرلہ کے حساب سے تحفتاً عنایت کی۔ دریائے چناب کے کنارے پہاڑوں کے دامن میں گھری یہ جگہ محل وقوع کے لحاظ سے ایک خاص اہمیت کی حامل تھی۔ یاد رہے کہ قریب سرگودھا میں پاک فضائیہ کا اہم ہوائی اڈا واقع ہے۔ سرکاری کاغذات میں اس جگہ کا نام چک ڈھگیاں تھا۔ قادیانی جماعت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ سے متعلق قرآن مجید میں بتائی گئی ایک جگہ کے نام پر اپنی بستی کا نام ربوہ اس لئے رکھا تھا تاکہ

وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح ثابت کرنے کے لئے قرآنی سند پیش کرسکیں۔ قیام پاکستان کے ساتھ ہی قادیانی وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان کی وزارت نے حکومتی نوازشات کا رخ اپنے نوزائیدہ ہیڈ کوارٹر کی طرف موڑ دیا۔ اس طرح پاکستان میں ایک ”چھوٹے اسرائیل“ کی بنیاد رکھی گئی۔ قادیانی جماعت نے حکومت پاکستان کے مقابلہ میں متوازی حکومت اور متوازی ریاست کا نظام قائم کیا۔ قادیانی خلیفہ اس کا سربراہ تھا۔ مختلف نظارتیں نظارت امور عامہ ‘نظارت امور داخلہ ‘نظارت امور خارجہ ‘نظارت نشر و اشاعت ‘نظارت مذہبی امور قائم کی گئیں۔ نظارتوں اور عدالتوں کے نظام اور قیام سے پتہ چلتا تھا کہ یہاں عملاً ایک چھوٹی سی قادیانی ریاست قائم ہوچکی ہے۔ جس میں قادیانی جماعت کا اپنا قانون ‘دستور اور راج تھا۔ یہ صورتحال 1974ء تک برقرار رہی۔ جب انہیں پارلیمنٹ کے فورم پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تو مسلمانوں کے دیرینہ مطالبہ پر قادیانیوں کی خودساختہ سٹیٹ کو بعد ازاں کھلا شہر قرار دے کر عملی اقدامات کئے گئے۔

حقائق و شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت کے نہاں خانہ دماغ میں کسی بڑی ریاست کے قیام کا بھوت سوار تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی جماعت کبھی بلوچستان ‘کبھی کشمیر ‘کبھی دنیا کے کسی خطہ پر اور کبھی پورے پاکستان پر حکومت کرنے کے خواب دیکھتی رہی۔ قیام پاکستان کے فوری بعد ہی قادیانی جماعت نے وطن عزیز کے اقتدار پر قبضہ کرنے کی جدوجہد شروع کردی تھی اور وہ قادیانی انقلاب برپا کرنے کے زعم میں مبتلا ہوگئی تھی۔ جیسا کہ قادیانی جماعت کے سابق سربراہ آنجہانی مرزا محمود قادیانی کے بیانات سے محسوس ہوتا ہے:

> ”اگر ہم ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت کریں تو 1952ء میں انقلاب برپا کرسکتے ہیں۔“(الفضل 16جنوری 1952ء)

حصول اقتدار کے بعد قادیانی جماعت اپنے مخالفین سے کیا سلوک روا رکھنا چاہتی تھی۔ اس کا اندازہ بھی قادیانی جماعت کے سابق سربراہ مرزا محمود قادیانی کے بیان سے لگایا جاسکتا ہے کہ:

> ”وہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ (مسلمان) مجرموں کی حیثیت سے ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔“(مرزا محمود خطاب سالانہ جلسہ ربوہ دسمبر 1951ء)

قیام پاکستان کے بعد قادیانی جماعت نے صوبہ بلوچستان میں خصوصی دلچسپی لی۔ عزائم یہی تھے کہ اسے احمدی صوبہ بنا کر اس میں قادیانی ریاست قائم کی جائے۔

"بلوچستان کی کل آبادی پانچ یا چھ لاکھ ہے۔ زیادہ آبادی کو احمدی بنانا مشکل ہے لیکن تھوڑے آدمیوں کو تو احمدی بنانا کوئی مشکل نہیں۔ پس جماعت اس طرف اگر پوری توجہ دے تو اس صوبے کو بہت جلد احمدی بنایا جاسکتا ہے۔ اگر ہم سارے صوبے کو احمدی بنالیں تو کم از کم ایک صوبہ تو ایسا ہو جائے گا جس کو ہم اپنا صوبہ کہہ سکیں گے۔ پس میں جماعت کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ آپ لوگوں کے لئے یہ عمدہ موقع ہے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں اور اسے ضائع نہ ہونے دیں۔ پس تبلیغ کے ذریعے بلوچستان کو اپنا صوبہ بنالو۔ تاکہ تاریخ میں آپ کا نام رہے۔"

(مرزا محمود الفضل 13 اگست 1948ء)

قادیانی گروہ کا اصل ٹارگٹ قادیانی حکومت کا قیام تھا۔ اس ضمن میں قادیانی جماعت کے ذمہ دار رہنما اور مربی ڈاکٹر ابراھیم کی پریس کانفرنس ٹھوس ثبوت کی حیثیت رکھتی ہے:

"26 مارچ 1972ء کو ڈاکٹر ابراھیم مرزائی نے پریس کانفرنس میں کھلے بندوں اس بات کا اظہار کر دیا کہ ہم نے آج تک جو محنت کی ہے وہ پاکستان کے لئے نہیں بلکہ ایک مرزائی حکومت کے قیام کے لئے۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ مرزائیوں کی حکومت دس سال میں قائم ہو جائے گی۔ ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر ابراھیم نے کہا کہ قادیان میں احمدیہ مشن نے بنگلہ دیش کو قبول کر لیا ہے۔"

(ہفت روزہ المنبر 11 مئی 1973ء)

قبل ازیں 1966ء میں قادیانی سربراہ مرزا ناصر کی جمعہ کی تقریر حصول اقتدار اور قیام حکومت کے حوالے سے بین ثبوت کا درجہ رکھتی ہے:

"میں پورے وثوق کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک اور علاقے پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کرلے گی۔ یا وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی۔"

(خطبہ جمعہ الفضل 9 جون 1966ء)

1965ء کی پاک بھارت جنگ قادیانی جماعت کے رہنماؤں اور پاک مسلح افواج میں موجود قادیانی

جرنیلوں کی تیار کردہ سازش کا شاخسانہ تھی۔ قادیانی جرنیلوں نے بانی جماعت احمدیہ کی کشمیر سے متعلق پیشین گوئی کی عملی تعبیر کی خاطر کشمیر کو فتح کرنے کے لئے "جبرالٹرپلان" تیار کیا۔ اس سازش سے متعلق دو اہم گواہ محترم مجید نظامی اور محترم جاوید اقبال (فرزند علامہ اقبال) ابھی زندہ ہیں۔ جو اس امر کے شاہد ہیں کہ 1965ء میں کشمیر کے محاذ پر چڑھائی کرنے کے لئے سابق صدر ایوب خان کو آمادہ کرنے کے لئے کس کس سطح پر کیا کیا سفارتی کاوشیں کی گئیں۔ یہاں پر اس تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ستمبر 1965ء کی پاک بھارت جنگ شروع ہونے سے قبل یورپی ممالک میں رہنے والے قادیانی مبلغین کا ایک خاص کنونشن لندن میں ہوا۔ اس کا افتتاح بین الاقوامی عدالت کے جج سر ظفر اللہ خان قادیانی نے کیا اس کنونشن میں قادیانی جماعت کے برسراقتدار آنے کی صورت میں پالیسی وضع کی گئی۔ کنونشن کی اخبارنی رپورٹنگ پیش کرنے سے قبل یہ بتانا ضروری ہے کہ اس کنونشن کے ٹھیک ایک ماہ دو دن بعد بھارت نے پاکستان کے خلاف کھلی جارحیت کا ارتکاب کرتے ہوئے ہماری بین الاقوامی سرحدوں پر حملہ کردیا تھا۔ قادیانی جماعت کا یہ کنونشن اس وقت ہورہا تھا جب کشمیر میں مجاہدین کی سرگرمیاں عروج پر تھیں اور جنگ کے بادل منڈلاتے دکھائی دے رہے تھے۔ کنونشن کی خبر ملاحظہ ہو:

"کنونشن کا افتتاح گذشتہ روز ہیگ کی بین الاقوامی عدالت کے جج سر ظفر اللہ خان نے کیا۔ یہ کنونشن 7 اگست تک جاری رہے گا۔ جماعت نے 75 ممالک میں اپنے مشن قائم کرلئے ہیں۔ برطانیہ میں جماعت کے 18 مرکز قائم ہوچکے ہیں۔ کنونشن میں شریک مندوبین نے اس بات پر زور دیا کہ اگر احمدی حکومت برسراقتدار آجائے تو امیروں پر ٹیکس لگائے جائیں اور دولت کو ازسرنو تقسیم کیا جائے۔ ساہوکار اور سود پر پابندی لگادی جائے اور شراب نوشی ممنوع قرار دی جائے۔" (روزنامہ جنگ راولپنڈی 4 اگست 1965ء)

کنونشن میں شریک مندوبین کو کیسے پتہ چل گیا کہ وہ برسراقتدار آنے والے ہیں؟۔ دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت کے برسراقتدار آنے کا احتمال کہاں پیدا ہوگیا تھا۔ آیا برطانیہ' امریکہ' بھارت' پاکستان یا کشمیر میں۔ قادیانی جماعت نے وضاحت کیوں نہ کی کہ کس علاقہ یا ملک میں ان کی حکومت کے قیام کے امکان پیدا ہوگئے ہیں۔ تاہم یہ بات طے شدہ ہے کہ پاک بھارت کشیدگی اور خطرناک حالات

کے موقع پر قادیانی جماعت کا کنونشن بڑا معنی خیز تھا۔ بہر طور لندن میں ہونے والا کنونشن قادیانی ریاست کے قیام کی منصوبہ بندی اور سازش کی غمازی کر رہا تھا۔ علیحدہ قادیانی ریاست کا قیام قادیانی جماعت کا ذہنی خبط رہا ہے۔ اس مقصد کے لئے قادیانی کشمیر میں بھی غیر معمولی دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس کی ایک بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ قادیانی کا روحانی مرکز قادیان ریاست جموں و کشمیر کا ہم آغوش ہے۔ قادیانی ریاست کے قیام کے حوالہ سے شائع ہونے والی حالیہ خبریں قادیانی ریاست پاکستانی علاقوں کے علاوہ قادیان اور ملحقہ کشمیری علاقوں پر مشتمل ہے۔ یہ بھی قادیانیوں کا مذہبی عقیدہ ہے کہ جس ملک میں دو مسیحیوں کا دخل ہو وہاں حکمرانی قادیانیوں کا حق ہے۔ اپنے اس عقیدہ کو سچ ثابت کرنے کے لئے ہی تو قادیانی جرنیلوں نے پاکستان کی وحدت اور سالمیت کو داؤ پر لگایا تھا۔ لیکن ”بڑے حضرت صاحب“ کی یہ پیشین گوئی بھی باقی تمام پیشین گوئیوں کی طرح سچ ثابت نہ ہو سکی۔ قادیانی گروہ کی کشمیر میں دلچسپی کا اندازہ ان کی ایک تحریر سے لگایا جاسکتا ہے:

☆............ وہاں مسیح اول (حضرت عیسیٰ) دفن ہیں اور مسیح ثانی (مرزا غلام احمد قادیانی) کے پیروں کی بڑی جماعت آباد ہے۔

☆............ وہاں تقریباً اسی ہزار احمدی ہیں۔

☆............ جس ملک میں دو مسیحیوں کا دخل ہو اس ملک کی فرماں روائی کا حق احمدیوں کو پہنچتا ہے۔

☆............ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب امام دین کو گورنر بنا کر کشمیر بھیجا تو ان کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کے والد بطور مددگار بھیجے گئے تھے۔

☆............ حکیم نور الدین خلیفہ اول مرزا محمود کے استاد اور خسر شاہی حکیم کے طور پر کشمیر میں ملازم رہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 7 ص 345 تا 479)

یہ ایک تفصیل طلب موضوع ہے کہ کشمیر، مسئلہ کشمیر اور تحریک آزادی اور جہاد کشمیر کے حوالہ سے ہر موقع پر قادیانیوں نے نا قابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ تقسیم کے موقع پر قادیانی جماعت کی منافقت اور مسلمانوں سے غداری کے باعث پاکستان میں شامل ہونے والا گورداسپور کا ضلع بھارت میں شامل کیا گیا۔ اس طرح کشمیر پاکستان سے کٹ گیا۔

قادیانی جماعت کے ترجمان نے تردیدی وضاحت کے آخر میں خوبصورت دعویٰ کر کے اہل وطن کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کی ہے کہ پاکستان ان کا پیارا وطن ہے اور وہ اس کی ترقی اور حفاظت کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ ترجمان پاکستان کو اپنا وطن قرار دے کر اپنی اقلیت کو محبّ وطن ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کسی بھی ملک کے محبّ وطن شہری کے لئے بنیادی چیز یہ ہے کہ وہ ملکی آئین اور قانون کا احترام کرے۔ آئین کو تسلیم کرنا تو دور کی بات ہے جو اقلیت آئین کی منسوخی کی خواہشمند ہو اسے کیونکر محبّ وطن قرار دیا جاسکتا ہے؟ قادیانیوں کا معاملہ تو اس کے بھی برعکس ہے۔ انہیں 1974ء میں آئینی ترمیم کے ذریعہ وقت کی منتخب پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ لطف کی بات یہ کہ جس حکومتی جماعت (پیپلز پارٹی) نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دلایا قادیانی جماعت اسے اپنے تمام وسائل جھونک کر اقتدار میں لائی تھی۔ قادیانی جماعت کے متعلق جو تاریخ ساز فیصلہ ہوا جماعت نہ اسے مانتی ہے نہ ملت اسلامیہ کے فیصلے کو مانتی ہے نہ مختلف مکاتب و مسالک کے علماء کے مشترکہ فتویٰ کو مانتی ہے نہ اپنے بارے میں عدالتی فیصلوں کو تسلیم کرتی ہے۔ یاد رہے کہ لوئر کورٹس سے لے کر ہائی کورٹ، سپریم کورٹ، وفاقی شرعی عدالت تک ہر جگہ ان کے کفر پر مہر تصدیق ثبت ہو چکی ہے۔ آئین سے بغاوت پر مبنی اخباری اشتہارات موجود ہیں۔ قادیانی جماعت قومی و صوبائی اسمبلیوں میں اقلیتوں کے لئے مخصوص نشستوں پر انتخابات کا مسلسل بائیکاٹ کئے ہوئے ہیں۔ بلکہ جس قادیانی نے حصہ لیا قادیانی جماعت نے اسے مرتد قرار دے کر جماعت سے ہی نکال دیا۔ قادیانی جماعت نہ مردم شماری میں حصہ لیتی ہے نہ ووٹر لسٹوں میں اپنی اقلیت کے افراد کے نام کا اندراج کرواتی ہے۔ دعویٰ پھر بھی محبّ وطن ہونے کا ہے۔ حال ہی میں قادیانیوں کے مرکز کا نام تبدیل کر کے سرکاری طور پر چناب نگر رکھا گیا۔ قادیانیوں نے اس حکومتی فیصلہ کو بھی تسلیم نہیں کیا۔ ملک کے بیشتر شہروں کے نام تبدیل کئے گئے۔ کسی جانب سے کوئی اعتراض و احتجاج نہیں کیا گیا۔

وطن عزیز کو پیارا سمجھنے والے وطن کی مٹی سے پیار کرتے ہیں۔ کیا قادیانی جماعت کے ترجمان موصوف اس چیلنج کو قبول کریں گے کہ قادیانی اپنے مردے سرزمین وطن میں امانتاً کیوں دفن کرتے ہیں؟ ہمارے پاس مرزا بشیر الدین محمود کی قبر پر لگے رہنے والے کتبہ کی تصویر موجود ہے۔ جس پر آنجہانی کی وصیت درج ہے کہ حالات سازگار ہوتے ہی قادیانی میتوں کو قادیان (بھارت) کے بہشتی قبرستان میں منتقل کر دیا جائے۔ اب موصوف بتائیں کہ انہیں پاکستان پیارا ہے یا اپنا وہ آبائی مرکز جسے وہ مکہ و مدینہ سے

افضل سمجھتے ہیں (نعوذباللہ) قادیانی اقلیت کو محض خوشنما دعویٰ کی بنیاد پر نہیں بلکہ ان کے قول و فعل اور عمل کے تناظر میں پرکھا جائے گا کہ وہ محب وطن ہیں یا نہیں۔ پاکستان کو پاگل خانہ قرار دینے والے مرزا طاہر اور ان کی ذریت کو محض خوشنما دعویٰ کرنے پر نہیں بلکہ ان کے قول اور عمل کے تناظر میں پرکھا جائے گا کہ وہ محب وطن ہیں یا نہیں :

"اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مرزا طاہر نے کہا کہ قادیانیوں پر ظلم وزیادتی کرنے والوں پر خدا کا قہر نازل ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ لاقانونیت کی وجہ سے آج پورا پاکستان ایک پاگل خانہ بن چکا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ظالموں پر خدا کا عذاب نازل ہورہا ہے۔" (روزنامہ جنگ لاہور 31 جولائی 1990ء)

اسی ضمن میں ہم مرزا طاہر کی تقریر کا ایک اقتباس پیش کرنا چاہتے ہیں تاکہ اہل وطن جان سکیں کہ محض دعوئ سے قادیانیوں کو محب وطن قرار نہیں دیا جاسکتا :

"اللہ تعالیٰ اس پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ آپ بے فکر رہیں چند دنوں میں احمدی خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہوگیا۔"

(مرزا طاہر احمد کا خطاب سالانہ جلسہ جون 1985ء)

1965ء کی پاک بھارت جنگ میں سارے ملک میں بلیک آؤٹ ہوتا تھا۔ پاکستان میں صرف ایک چھوٹا سا شہر ایسا تھا جہاں بلیک آؤٹ کی صریحاً خلاف ورزی ہوتی تھی۔ چناب نگر سابقہ ربوہ شہر کی روشنیاں بھارتی فضائیہ کے طیاروں کو سرگودھا کے اہم فضائی مرکز کا محل وقوع بتانے کے لئے تھیں......... سرگودھا اندھیرے میں ڈوب کر بھی دشمن کے نشانوں کا شکار ہوتا رہا جبکہ قادیانیوں کا شہر اپنی فضا میں پھیلانے والی روشنیوں کے باوجود محفوظ رہا۔ بالا آخر پاک فضائیہ کی شکایت پر واپڈا کو ربوہ کی برقی رو کا کنکشن کاٹنا پڑا۔ کیونکہ قادیانیوں کے مرکز کے ایک طرف سرگودھا کا دوسری طرف فیصل آباد کا ہوائی اڈا تھا۔ آفس ریکارڈ میں اس کا اندراج نمبر 1135 بتاریخ 14 ستمبر 1965ء ہے۔ جب اس بات کا چرچا ہوا تو قادیانی جماعت نے روایتی مکاری و عیاری سے اپنی غداری کا ثبوت غائب کروادیا۔

اسرائیل اسلام دشمنی میں پہلے نمبر پر ہے۔ آج جب کہ پاکستان ایٹمی قوت بن چکا ہے۔ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو اسرائیل اور بھارت سے سخت خطرہ ہے۔ قادیانی جماعت کے ان دونوں اسلام اور پاکستان دشمن ممالک

سے خصوصی تعلقات اور روابط ہیں۔ 1962ء میں قومی اسمبلی فورم پر اس بات کا انکشاف ہوا کہ اسرائیل میں قادیانیوں کا مشن موجود ہے۔ قادیانی جماعت کی شائع کردہ کتاب میں تمام تر تفصیلات موجود ہیں۔ کچھ مدت پہلے یروشلم پوسٹ کے حوالہ سے پاکستانی اخبارات میں ایک تہلکہ خیز تصویر شائع ہوئی تھی جس میں دو قادیانی مبلغین کو اسرائیلی صدر سے نیاز مندانہ انداز میں شرف ملاقات کرتے دکھایا گیا تھا۔ یہ تصویر 14 جنوری 1986ء کو نوائے وقت لاہور ایڈیشن میں بھی شائع ہوئی۔ اسی طرح لندن سے شائع ہونے والی کتاب میں انکشاف کیا گیا تھا کہ 1972ء تک اسرائیلی فوج میں 600 پاکستانی قادیانی شامل تھے۔ اختصار کے ساتھ چند ایک حوالے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس اقلیت کے اسرائیل و بھارت سے تعلقات اور روابط ہوں اسے کیونکر محبِّ وطن کہا جاسکتا ہے۔ بھارت کے شہر قادیان میں قادیانیوں کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے۔ قادیانیوں کی جس طرح پذیرائی اور حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اس سے بھارتی حکومت کی پاکستان دشمنی کا ثبوت میسر آتا ہے۔ دسمبر 1991ء کے آخری عشرہ میں قادیانی جماعت کا دسواں سالانہ جلسہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی نبوت کی صدی مکمل ہونے پر "جشن صد سالہ" کے طور پر منعقد کیا گیا۔ مرزا طاہر کو بھارتی حکومت نے سرکاری سطح پر کسی مملکت کے سربراہ کے شایان شان وی آئی پی پروٹوکول دیا۔ دوردرشن سے جلسہ کی کارروائی تین روز تک براہ راست ٹیلی کاسٹ ہوتی رہی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق 25 دسمبر 1991ء کو صرف ایک دن میں پاکستان سے بھارت جانے والے چھ ہزار قادیانیوں نے ایک کروڑ روپے کی بھارتی کرنسی حاصل کی۔ اس طرح بھارت نے کروڑوں روپے کا زر مبادلہ کمایا اور پاکستان کو کتنا زر مبادلہ خرچ کرنے پر نقصان ہوا۔ بھارت اپنی سرزمین پر مسلمان کا وجود تو برداشت نہیں کرتا لیکن قادیانیوں پر فیاضی و مہمان نوازی کس بات کی غمازی کرتا ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق قادیان کے جلسہ پر مرزا طاہر کو ایک کروڑ روپے کی رقم پیش کی گئی۔ بھارت اور اسرائیل کی گود میں لوریاں لینے والی اقلیت کو کیونکر پاکستان کا وفادار کہا جاسکتا ہے؟۔ قادیانی جماعت اگر حب الوطنی کا دعویٰ کرتی ہے تو یہ محض اپنے آپ کو میاں مٹھو کہلوانے کے مترادف ہے۔ قادیانی جماعت کے ترجمان کا یہ دعویٰ بھی جھوٹ پر مبنی ہے کہ قادیانیوں نے ملک کی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ ہر قادیانی اپنی آمدنی کا دس فیصد جماعت کو جمع کرواتا ہے۔ قادیانی اپنی آمدنی کا یہ حصہ قومی خزانے میں کیوں جمع نہیں کرواتے؟۔ چوہدری ظفر اللہ خان' عزیز احمد' ایم ایم احمد' ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کی تباہی و بربادی میں غیروں کا دست نگر بنانے میں ملک کو دولخت کرنے میں اقتصادی طور پر غلام بنانے میں جو گھناؤنا کردار ادا کیا ہے یہ ایک الگ عنوان کی تفصیل ہے۔

☆......☆......☆

تعلیمات نبوی ﷺ کے موتی

تحریر : محمد رفیق

حضرت انس و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں اکثر قرآن مجید پڑھتے رہا کرو' کیونکہ جس گھر میں قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا اس گھر میں خیر وبرکت نہیں ہوتی۔

دوستی کا معیار

مسلمانو! اپنے سے بڑوں کے پاس بیٹھا کرو۔ عالموں سے سوال کیا کرو۔ اور دانشمندوں سے ملا کرو۔ مزید فرمایا کہ! ہر انسان اپنے دوست کے مشرب پر ہوتا ہے۔ پس پہلے سے ہی دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کے نیک اعمال کے باعث محبت کرتا ہے۔ مگر وہ خود نیک اعمال اتنے نہیں کرتا جیسے کہ اس نیک آدمی کے اعمال ہیں۔ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا! کچھ مضائقہ نہیں۔ آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔ جس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ یعنی اس نیک کی محبت کا اسے بھی صلہ ملے گا۔

وعدہ شکنی

حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے جس قوم میں عہد شکنی کی عادت، پھیل جاتی ہے۔ اس میں خونریزی

بڑھ جاتی ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے۔ اس میں موتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔

صحبت کا اثر

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ برے ہم نشیں کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور اچھے ہم نشیں کے پاس بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور نیک بات زبان سے نکالنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات زبان سے نکالنے سے بہتر ہے۔

دوسرے کی جائیداد پر قبضہ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو آدمی اپنی اور دوسرے آدمی کی زمین کی حد بدل ڈالے اس پر قیامت تک خدا کی لعنت ہے۔

ہمسائے کی تلاش

حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! گھر بنانے یا لینے سے پہلے اچھے ہمسائے کو تلاش کیا کرو اور راستہ چلنے سے پہلے اچھے ساتھی کو ڈھونڈ لیا کرو۔

بے نواؤں کی مدد

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی پریشان حال انسان کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر بار مغفرت لکھے گا جن میں سے ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لئے کافی ہے اور بہتر مغفرتیں قیامت کے دن اس کے لئے درجات بن جائیں گی۔

بیوی بچوں کے ہاتھوں تباہی

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی۔ یہ لوگ اس شخص کو غربت پر طعنے دیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گے۔ جن کو یہ اٹھا نہ سکے گا۔ سو یہ ایسے کاموں میں گھس جائے گا کہ اس کا دین جاتا رہے گا۔ پھر یہ برباد ہو جائے گا۔

بحث و مذاق

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے ایسی دل لگی (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کر سکو۔

غیبت پر حمایت

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس بھائی کی حمایت پر قدرت رکھتا ہو اور اس کی حمایت کرے۔ (غیبت کرنے والے کو روک دے اس کی بات سننے سے انکار کرے یا مسلمان بھائی کی صفات بیان کر کے غیبت کرنے والے کو شرمندہ کرے) تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت کرے گا اور اگر اس کی حمایت نہ کی حالانکہ وہ اس کی حمایت پر قادر تھا۔ تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرمائیں گے۔

صفائی

حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے مسلمانو! اپنے گھروں کو صاف رکھا کرو کیونکہ وہ یہودیوں کے مشابہ ہیں جو اپنے گھروں کے صحنوں کو عموماً گندہ رکھتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو۔ اور ان کو مقبرے نہ بناؤ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد پاکیزگی اور صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں وہی آدمی داخل ہوگا۔ جو پاک صاف ہوگا۔ جو پاک صاف رہنے والا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانو! اپنے جسموں کو پاک صاف رکھا کرو

حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندو! علاج کرایا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ نے بڑھاپے کے سواء ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے۔

حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ برکت کھانے کے بیچ میں نازل کی جاتی ہے۔ اس لئے تم برتن کے کنارے سے کھاؤ۔ بیچ سے مت کھاؤ۔

جسمانی آرائش کا خیال

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں حضور پاک ﷺ ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار سے اٹا ہوا تھا اور بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے۔ جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا۔؟ اور آپ ﷺ نے ایک اور آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (صابن وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ کپڑے دھولیتا؟۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے سر پر بال اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چاہیئے کہ ان کو اچھی طرح صاف رکھے۔

مسکرانا ثواب ہے

حدیث شریف میں ہے اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا اس کے عذر کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا ایک ناجائز محصول وصول کرنے والے پر اس کی ظلم وزیادتی کا گناہ ہوتا ہے۔

ایمان کے ساتھ عمل

ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو روزی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس میں سے دوسروں کو دے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ اگر وہ خود مفلس ہو تو۔ فرمایا! اپنی زبان سے نیک کام کرے۔ عرض کیا اگر اس کی زبان معذور ہو؟۔ فرمایا کہ مغلوب کی مدد کرے۔ عرض کیا اگر وہ ضعیف ہو اور مدد کی قوت نہ رکھتا ہو؟۔ فرمایا! جس کو کوئی کام نہ کرنا آتا ہو۔ اس کا کام کر دے۔ عرض کیا کہ اگر وہ خود ہی ایسا ناکارہ ہو۔ فرمایا! اپنی ایذارسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے۔

احسان کا شکریہ

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! کہ جو شخص انسانوں کا شکریہ ادا

نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکریہ بھی ادا نہیں کرتا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے ساتھ احسان کیا جائے اور وہ اپنے محسن کے حق میں یہ الفاظ کہے: "جزاك الله خيراً" (اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر دے) تو اس نے اپنے محسن کی پوری تعریف کی۔

سفارش اور سرگوشی

حضرت ابو موسیٰؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ جب کوئی حاجت مند سائل سوال کرے تو اس کی سفارش کرو کہ تم کو سفارش کا ثواب ملے اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو حکم چاہتا ہے جاری فرماتا ہے۔

حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔

سونے اور چاندی کے برتن

حضرت حذیفہؓ نے فرمایا ہے کہ حریر و دیبا (ریشمی کپڑوں) کو نہ پہنو' چاندی اور سونے کے برتنوں میں نہ پیو اور سونے چاندی کی رکابیوں اور پیالوں میں نہ کھاؤ اس لئے کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کے لئے ہیں اور تمہارے لئے آخرت میں۔

فحش کلامی

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے روز وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں گے۔

جائیداد کی فروخت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی گھر یا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرو تو مصلحت یہ ہے کہ جلدی سے اس کا دوسرا امکان خرید لو ورنہ روپیہ رہنا مشکل ہے۔ یونہی اڑ جائے گا۔

(جاری ہے!)

☆......☆......☆

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا

تصوف کے موضوع پر خطاب

تحریر: سید شمشاد حسین

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اپنی بات کو ذہن نشین کرانے کے لئے دلچسپ مثالیں اور واقعات سنایا کرتے تھے۔ چنانچہ فرمایا! کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر اعظم کو بلایا اور اس سے تین سوال پوچھے۔ پہلا سوال یہ تھا کہ ایسا سچ بتاؤ جسے دنیا میں کوئی جھوٹ نہ کہہ سکے۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ ایسا جھوٹ بتاؤ جسے کوئی سچ نہ کہہ سکے۔ اور تیسرا سوال یہ تھا کہ وہ کونسی چیز ہے جس کے سامنے بڑے سے بڑے لوگ بھی جھک جاتے ہیں۔ وزیر اعظم نے کافی غور کیا مگر کچھ سمجھ نہ آیا تو چند روز کی مہلت مانگی۔ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے ہم تمہیں تین دن کی مہلت دیتے ہیں اور اگر تین دن کے بعد بھی تم جواب صحیح نہ دے سکے تو تمہیں پھانسی چڑھادیا جائے گا۔

تین دن وزیر اعظم ان باتوں پر غور کرتا رہا۔ کبھی سوچتا کہ میں کہوں خدا سچ ہے مگر دہریے لوگ خدا کو نہیں مانتے۔ اگر میں کہہ دوں کہ آسمان سچ ہے تو سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ تو نیلگوں فضا اور حد نگاہ ہے۔ آسمان کوئی چیز نہیں۔ گویا کہ جو بھی سوچتا کوئی نہ کوئی انکار کرنے والا مل جاتا۔ آخر تیسرے روز وزیر اعظم پریشان ہو کر اپنے محل سے باہر نکلا کہ آج میرا آخری دن ہے۔ وہ اسی پریشانی میں باہر کھیتوں کی طرف نکل گیا۔ جب وہ ایک بوڑھے کسان کے قریب سے گزرا جو اپنے کھیتوں میں ہل چلا رہا تھا تو اس بوڑھے کسان نے وزیر اعظم سے کہا کہ تم کسی اچھے گھرانے کے فرد معلوم ہوتے ہو مگر لگتا ہے کہ کسی بات کی وجہ سے پریشان ہو۔ وزیر اعظم نے کہا ہاں! بابا میں پریشان تو ہوں مگر اس پریشانی کا کوئی حل نہیں ہے۔ بوڑھے نے کہا بیشک بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا حل مشکل ہوتا ہے مگر پھر بھی کسی سے مشورہ کرنے سے دل کا بوجھ

ہلکا ہو جاتا ہے اور بعض اوقات مشکل کا حل بھی نکل آتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اپنی مشکل مجھے بتلائیں۔ شاید اللہ پاک کوئی آسان صورت نکال دیں۔ وزیر اعظم نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ ہل چھوڑ کر میرے پاس بیٹھیں میں آپ کو اپنی مشکل بتلاتا ہوں۔

بوڑھے نے ہل چھوڑ کر وزیر اعظم کی بات سنی۔ وزیر اعظم نے کہا کہ میں اس ملک کا وزیر اعظم ہوں اور بادشاہ نے مجھ سے یہ تین سوال کئے ہیں مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ میں کیا جواب دوں۔ بوڑھے نے کہا یہ تینوں سوال تو بالکل آسان ہیں۔ کمال ہے وزیر اعظم ہوتے ہوئے بھی آپ کو ان کا جواب نہیں آتا۔ وزیر اعظم نے پوچھا کہ کیا آپ کو ان کا جواب معلوم ہے تو بوڑھے کسان نے کہا کہ ہاں۔ مجھے ان کا جواب معلوم ہے اور کہا کہ ایسا سچ جسے دنیا میں کوئی جھوٹ نہ کہہ سکے موت ہے۔ دنیا کا کوئی سائنس دان کوئی دہریہ موت کا انکار نہیں کر سکتا۔ وزیر اعظم بہت خوش ہوا کہ بیشک پہلا سوال تو حل ہو گیا۔ بوڑھے کسان نے کہا کہ یہ دنیا جھوٹ ہے جب تک انسان زندہ رہتا ہے سمجھتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے' یہ کار میری ہے' یہ بنگلہ میرا ہے' یہ کوٹھی میری ہے' یہ زمین میری ہے' یہ بیوی میری ہے' یہ بچے میرے ہیں' یہ دوست اور بہن بھائی میرے ہیں مگر جونہی سانس نکلتا ہے اور انسان قبر میں جا کر آنکھیں کھولتا ہے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ میں نے دیکھا اور سمجھا تھا وہ سب خواب تھا۔ ان میں سے کوئی چیز بھی میری نہ تھی۔ اگر یہ میرے ہوتے تو میرے ساتھ رہتے۔ پھر انسان چلائے گا کہ دنیا جھوٹ ہے۔ وزیر اعظم نے کہا بیشک دوسری بات کا جواب بھی آپ نے بالکل صحیح بتلایا۔ اب تیسری بات بھی بتلا دیجئے۔

اتنے میں بوڑھے کسان کے گھر سے روٹی اور لسی آگئی اور بوڑھے کسان نے کہا کہ آیئے پہلے کھانا کھا لیں۔ پھر تیسری بات کا جواب بھی بتلا دیں گے۔ وزیر اعظم دو دن سے بھوکا تھا۔ پریشانی کی وجہ سے کوئی چیز بھی اچھی نہ لگتی تھی۔ چنانچہ بوڑھے کسان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گیا۔ جب دونوں کھانا کھا چکے تو کچھ لسی بچ گئی۔ ساتھ ہی درخت کے نیچے بوڑھے کسان کا کتا بندھا ہوا تھا اس کے سامنے ایک مٹی کا برتن پڑا ہوا تھا۔ بوڑھے کسان نے بچی ہوئی لسی کتے کے سامنے والے برتن میں ڈال دی اور کتا لسی پینے لگا۔ اب وزیر اعظم نے پوچھا کہ بابا جی! کھانا ہو چکا اب آپ مجھے تیسرے سوال کا جواب بھی بتلا دیجئے۔

بوڑھے کسان نے کہا کہ تیسرے سوال کے لئے میری ایک شرط ہے۔ اگر آپ وہ پوری کریں

گے تو میں جواب بتلاؤں گا ورنہ نہیں۔ وزیراعظم نے کہا شرط بتلائیے۔ تو بوڑھے کسان نے کہا اس کتے کے ساتھ آپ کو لسی پینی پڑے گی۔ وزیراعظم گھبرایا اور کہنے لگا باباجی یہ آپ کیا کہتے ہیں۔ بوڑھے کسان نے کہا دیکھو اگر جواب پوچھنا ہے تو یہ تمہیں کرنا ہی ہوگا ورنہ جاؤ کسی اور سے جواب پوچھ لو۔ میری شرط یہی ہے۔ اس کے بغیر میں نہیں بتلاؤں گا۔ وزیراعظم کھڑا ہوا ادھر ادھر دیکھا اور کتے کے ساتھ لسی پینے کے لئے جھکا۔ بوڑھے کسان نے وزیراعظم کا بازو پکڑ لیا اور کہا کہ بس اب آپ کو لسی پینے کی ضرورت نہیں جواب حاضر ہے۔ وہ یہ کہ آپ ملک کے وزیراعظم ہیں مگر اپنی غرض کی خاطر آپ کتے کے ساتھ لسی پینے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ یہ غرض ہی ایسی چیز ہے جس کے سامنے بڑے سے بڑے لوگ بھی جھک جاتے ہیں اور جو بے غرض ہو جائے وہ اللہ کا ولی ہوتا ہے۔ صرف یہ اللہ والوں کی شان ہے کہ وہ اللہ کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکتے۔ وزیراعظم بہت خوش ہوا اور دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔

تو میرے بھائیو! موت ایک حقیقت ہے جس سے انکار اور فرار کی کوئی گنجائش نہیں: ”کل نفس ذائقة الموت . “ ہم اپنے ہاتھوں سے اپنے باپ دادا اور عزیزوں کو دفنا چکے ہیں۔ ایک دن ہماری باری بھی آنے والی ہے۔ یہ دنیا فانی اور آنے والا جہان باقی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے اس جہان کے لئے کیا تیاری کی ہے۔

فرمایا! کہ دنیا کا کوئی معمولی سے معمولی کام بھی بغیر سیکھنے کے نہیں آتا۔ اگر بچہ درزی بنانا چاہتے ہیں تو اسے کسی پرانے استاد درزی کے پاس چھوڑ کر آئیں گے۔ چھ ماہ تک تو وہ صرف قاض بنانے سکھائے گا پھر اگلا سبق دے گا۔ ہم نے کبھی سوچا ہے کہ اس دنیا میں آنے کا آخر میرا مقصد کیا تھا؟ یہاں صرف کھانے پینے اور سونے کے لئے تو ہم نہیں آئے تھے۔ ایسی زندگی تو پھر حیوان بھی گزار رہا ہے۔

قرآن میں آتا ہے: ”وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون . “ کہ میں نے انسان کو اور جن کو صرف اور صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ عبادت کا کیا مفہوم ہے اور عبادت کسے کہتے ہیں؟ یہ اگر معلوم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے۔ اب یہ کیسے معلوم ہو؟ اس کے لئے بھی استاد کی ضرورت پڑے گی۔ اب استاد کا ڈھونڈنا بھی ایک مسئلہ ہے۔ اگر صحیح استاد مل گیا تو راستہ بھی صحیح مل جائے گا اور اگر اللہ نہ کرے کسی غلط استاد کے ہتھے چڑھ گئے تو بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ اللہ والوں کی

سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ ان کو دیکھتے ہی اللہ یاد آجائے۔ ان کا کوئی بھی عمل سنت کے خلاف نہ ہو۔

جب حضرت جالندھریؒ نے اتنی بات کہی تو مجمع سے ایک نوجوان اٹھا جس نے پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگا کہ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ یہ اللہ والا ہے یا نہیں؟ حضرت جالندھریؒ نے بڑے تحمل سے جواب دیا کہ میرے عزیز! بات تو تم نے صحیح کہی ہے کیونکہ جبہ قبہ والے تو بہت مل جائیں گے پھر شناخت کیسے ہو؟ فرمایا! دنیا کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہم سولہ سولہ سال اور بیس بیس سال لگا دیتے ہیں۔ مگر اس کے لئے میں آپ سے صرف چار ماہ مانگتا ہوں۔ چار ماہ آپ میرے ساتھ رہیں آپ کو وہ آنکھ نصیب ہو جائے گی جس سے آپ پہچان سکیں گے کہ اللہ والا کون ہے؟ نوجوان بیٹھ گیا اور کہا کہ آپ آگے چلیں۔

حضرت جالندھریؒ نے فرمایا کہ حضور خاتم النبیینﷺ کے زمانہ میں صرف آپ کی نظر سے ہی بات بن جاتی تھی۔ آپﷺ کو دیکھتے ہی ایمان کی حقیقت معلوم ہو جاتی تھی مگر بعد کے زمانہ میں جوں جوں وقت گزرتا گیا مادیت آتی گئی اور حقیقت دور ہوتی گئی۔ جن حضرات نے اپنی زندگیاں اس راستہ کو طے کرتے ہوئے گزار دی ہیں ان کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھے بغیر دین کی سمجھ نہیں آسکتی۔ یہ جو آج کل ایک روش چل نکلی ہے کہ کسی کی ضرورت نہیں اور تصوف ایک بے معنی چیز ہے۔ یہی گمراہی کی بات ہے۔ اب میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ جن کو طلب ہوتی ہے وہ کیسے دین حاصل کرتے ہیں۔

آج سے تین چار سو سال پہلے ایک بزرگ تھے جن کا نام تھا شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ۔ وہ اللہ کے سچے ولی اور برگزیدہ انسان تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے ایک ایسے بزرگ کی زیارت کی ہے جو چالیس سال سے ہر روز صرف ایک بادام کھاتے ہیں۔ اسی پر گزارہ ہے۔ اس کے سوا دنیا کی کوئی چیز نہیں کھاتے اور شاید اتنے مجاہدے کا کوئی بزرگ پہلے زمانے میں بھی نہ ہو۔ دراصل ان کی خوراک ہی اللہ کا ذکر ہو چکی تھی۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ خود بھی بڑے مجاہدے کے بزرگ تھے۔ اکثر فاقہ سے رہتے تھے۔ جب آپ فوت ہوئے تو کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آپ کے صاحبزادے شاہ ابو سعید نے اپنی والدہ سے کہا کہ امی جان ابا جی کے زمانہ میں ہمارے گھر اکثر لوگ آیا جایا کرتے تھے۔ بڑی رونق رہتی تھی مگر اب کوئی بھی نہیں آتا۔ تو والدہ نے فرمایا کہ تمہارے والد اللہ والے تھے بزرگ تھے اور عالم دین تھے۔ کوئی ان سے مسئلہ پوچھنے آتا تھا' کوئی دم کروانے آتا تھا اور کوئی مرید ہونے آتا تھا۔ اس لئے لوگوں کا مجمع رہتا تھا۔ اب تم نے کچھ سیکھا نہیں تو تمہارے پاس کون آئے گا۔ وہ کہنے لگے پھر میں کس سے سیکھوں۔ والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ تمہارے ابا جی کے

ایک خلیفہ ہیں جو بلخ میں رہتے ہیں اگر تم کچھ سیکھنا چاہتے ہو تو ان کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ یہ وہاں جانے کے لئے تیار ہو گئے اور جب بلخ پہنچے تو شاہ نظام الدین بلخیؒ کو جب پتہ چلا کہ صاحبزادہ صاحب تشریف لا رہے ہیں تو ایک منزل باہر آکر انہوں نے ان کا استقبال کیا اور بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ گھر لے گئے۔ خوب خوب خاطر تواضع کی۔ روز لذیذ سے لذیذ کھانے کھلاتے۔ ان کو مسند پر بٹھاتے اور خود خادموں کی جگہ بیٹھتے۔ آخر کچھ روز قیام کرنے کے بعد انہوں نے واپسی کا ارادہ کیا اور اجازت چاہی۔ حضرت شیخ نے بہت ہدایہ اور اشرفی کی تھیلی پیش کی۔ اس پر صاحبزادہ نے فرمایا کہ حضرت مجھے اس دنیاوی دولت کی ضرورت نہیں نہ ہی میں اس کی خاطر یہاں آیا ہوں۔ مجھے تو وہ دولت چاہیئے جو آپ ہمارے ہاں سے لے کر آئے ہیں۔ اس بات کے سنتے ہی شاہ نظام الدینؒ نے آنکھ بدلی اور فرمایا!

جاؤ طویلہ میں جا کر بیٹھو اور کتوں کے کھانے پینے کا خیال رکھو۔ چنانچہ شاہ ابو سعید طویلہ میں آئے کتوں کو نہلاتے دھلاتے ان کا خیال رکھتے اور اصطبل میں گھوڑوں کی لید وغیرہ کو اکٹھا کرتے ایک موٹے بانوں والی چارپائی پر بیٹھے رہتے۔ صبح شام جو کی روٹی کھانے کو ملتی۔ تین چار ماہ کے بعد شیخ نے بھنگن کو کہا کہ لید کی ٹوکری اٹھا کر آج تم اس دیوانے کے قریب سے گزرنا جو چارپائی پر طویلہ میں بیٹھا رہتا ہے۔ جو کچھ وہ کہے غور سے سننا اور ہمیں آکر بتلانا۔ چنانچہ بھنگن صاحبزادہ کے قریب سے گزری تو صاحبزادہ نے غصہ بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ چہرہ لال سرخ ہو گیا اور کہا کہ ہوتا گنگوہ شہر تو پھر میں بتلاتا کہ کیسے قریب سے گزرا کرتے ہیں۔ پردیس ہے اور تم شیخ کی بھنگن ہو اس لئے کچھ نہیں کر سکتا۔

بھنگن نے ساری بات آکر شیخ کو بتلا دی۔ شیخ نے کہا ٹھیک ہے۔ دو ماہ تک صاحبزادہ کی خبر نہ لی اور اسی حال میں رہنے دیا۔ دو ماہ کے بعد بھنگن سے پھر کہا کہ آج اس کے قریب سے گزرنا۔ تھوڑی سے لید اس کے اوپر گر جائے پھر اس کی طرف دیکھنا۔ چنانچہ بھنگن نے ایسا ہی کیا۔ قریب سے گزرتے ہوئے گردن کو تھوڑا سا خم دیا کہ لید کے دو چار مینگنے صاحبزادہ پر گر پڑے۔ صاحبزادہ نے گھور کر دیکھا مگر زبان سے کچھ نہ کہا۔ بھنگن نے آکر شیخ کو بتلا دیا کہ آج صرف گھور کر دیکھا ہے مگر زبان سے کچھ نہیں بولے۔ شیخ نے کہا خیر ابھی کچھ کسر باقی ہے۔ چنانچہ دو ماہ اسی حال میں اور گزر گئے۔ دو ماہ کے بعد بھنگن کو فرمایا کہ آج اس کے قریب سے گزرتے ہوئے ایسے کرنا کہ پورا ٹوکرا لید کا اس کے اوپر الٹ جائے۔ چنانچہ بھنگن نے ایسا ہی کیا۔ قریب

سے گزرتے ہوئے ہائے کہہ کر زمین پر گری اور ٹوکرا صاحبزادہ کے اوپر پھینک دیا کہ سر سے پاؤں تک لید میں لتھڑ گئے۔ مگر صاحبزادہ نے بھاگ کر بھنگن کو اٹھایا اور فرمایا کہ تمہیں چوٹ تو نہیں لگی۔ لید کا ٹوکرا وزنی ہوتا ہے اب میں تمہیں اٹھوایا کروں گا۔ بھنگن نے آکر شیخ کو پورا ماجرا سنایا کہ صاحبزادہ نے اپنی تو پرواہ نہ کی الٹا مجھے اٹھانے دوڑے اور یوں یوں فرمایا۔ شیخ سن کر خوش ہوئے۔

چنانچہ اگلے روز خدام سے فرمایا کہ کل ہم شکار پر جائیں گے تو شاہ ابو سعید بھی ہمارے ہمراہ ہوں گے۔ دو کتے ان کے حوالے کر دینا اور انہیں تاکید کر دینا کہ جب تک ہم حکم نہ دیں وہ کتوں کو شکار پر نہ چھوڑیں۔ چنانچہ اگلے روز شکار پر روانگی ہوئی۔ چھ سات ماہ کی مشقت اور فاقہ کی وجہ سے صاحبزادہ کمزور ہو گئے تھے انہوں نے سوچا کہ شکار کو دیکھ کر کتے بھاگیں گے اور اگر شیخ کا حکم نہ ہوا تو میں ان کو نہ روک سکوں گا۔ اس لئے کتوں کی زنجیریں اپنی کمر کے ساتھ باندھ لیں۔

چنانچہ جب شکار جھاڑیوں سے نکلا تو کتوں نے اس پر جھپٹنا چاہا مگر شیخ نے حکم نہ دیا۔ کتوں نے زور لگایا تو صاحبزادہ ابو سعید زمین پر گر پڑے۔ دونوں کتے بھاگنے لگے اور صاحبزادہ ساتھ ساتھ زمین پر گھسٹنے لگے۔ کمر اور گھٹنے زخمی ہو گئے کچھ دیر کے بعد شیخ نے خدام کو حکم دیا کہ کتوں کو روکیں۔ اس زخمی حال میں صاحبزادہ طویلہ میں پہنچا۔ چارپائی کے موٹے بان زخموں میں چبھتے تھے اور صاحبزادہ رات بھر کروٹیں بدلتے تھے مگر نیند نہ آتی تھی۔

اسی رات کو شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ خواب میں اپنے خلیفہ شاہ نظام الدین کو ملے اور غضبناک ہو کے فرمایا کہ نظام الدین ہم نے تو تمہیں اس قدر نہ ستایا تھا جس قدر تم نے میرے بیٹے کو ستایا ہے۔ بس اسی وقت شاہ نظام الدین نیند سے بیدار ہوتے ہی طویلہ میں پہنچے اور صاحبزادہ ابو سعید کو سینے سے لگایا اور فیض سے مستفید فرما کر خلافت کی خلعت سے نوازا اور خوش ہو کے فرمایا کہ خاندان چشتیہ کا فیضان میں ہندوستان سے لے کر آیا تھا اب تم ہی ہو جو مجھ سے اس نعمت کو لے کر ہندوستان جا رہے ہو۔ تمہیں یہ نعمت مبارک ہو۔ اس طرح نفس کشی کرنے اور مجاہدات کے بعد یہ دولت حاصل ہوتی ہے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت امام غزالیؒ کا سنایا۔ فرمایا کہ امام غزالیؒ بہت بڑے عالم شہر کے مفتی اور جامع مسجد کے امام و خطیب تھے۔ مگر آپ کے بڑے بھائی شیخ احمد آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھتے تھے۔ جب

لوگوں میں اس بات کا چرچا ہونے لگا تو امام غزالیؒ نے اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں بھائی کی شکایت کی۔ امی جان نے فرمایا کہ اب جب گھر آئے گا تو میں اس کو سمجھاؤں گی۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد جب شیخ احمد گھر آئے تو امام غزالیؒ کی موجودگی میں امی جان نے ان کو کہا کہ کتنی بری بات ہے پورا شہر اس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اور تو بھائی ہو کے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ شیخ احمد نے والدہ سے وعدہ کیا کہ اب میں ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کروں گا۔ چنانچہ اگلے وقت کی نماز امام غزالیؒ کی امامت قیادت میں پڑھنی شروع کی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد نیت توڑ کر پیچھے ہٹ گئے اور اپنی نماز الگ سے پڑھی۔ اب تو لوگوں میں اور بھی چہ مہ گوئیاں شروع ہوئیں کہ آخر کوئی تو بات ہے جو بڑا بھائی پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ چنانچہ رات کو گھر آئے تو امام غزالیؒ نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ آج تو انہوں نے حد ہی کر دی۔ پہلے تو آگے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے مگر آج تو جماعت میں شامل ہو کر نماز توڑ دی اور الگ ہو گئے۔

یہ بات کر ہی رہے تھے کہ بڑے بھائی جان بھی گھر پہنچ گئے۔ والدہ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ میں مفتی صاحب سے ایک مسئلہ پوچھتا ہوں۔ اس کے بعد آپ ہی انصاف کر دیجئے گا۔ چنانچہ شیخ احمد نے پوچھا کہ مفتی صاحب اگر امام دریا کے ایک کنارے پر ہو اور مقتدی دوسرے کنارے پر ہو تو کیا اس کی نماز ایسے امام کے پیچھے ہو جائے گی؟ امام غزالیؒ نے فرمایا نہیں۔ دونوں کا ایک ہی کنارے پر ہونا ضروری ہے۔ اس پر بڑے بھائی نے کہا کہ آپ کا جو گھوڑا گم ہو گیا ہے کیا آپ نے نماز میں یہ نہیں سوچا تھا اور آپ کو یہ خیال نہیں آیا تھا کہ دریا کے اس کنارے پر تو ہم تلاش کر چکے ہیں اب دوسرے کنارے پر گھوڑا تلاش کرنا چاہئے۔ جونہی آپ کو نماز کے دوران یہ خیال آیا تو میں نے نماز توڑ دی۔ یہ بات سنتے ہی امام غزالیؒ بھائی کے قدموں میں گر پڑے اور بہت روئے اور شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ آپ اس مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔ واقعی نماز کے دوران مجھے گھوڑے کو دریا کے دوسرے کنارے پر تلاش کرنے کا خیال آیا تھا۔ اب آپ مجھے اپنا مرید کر لیں اور معرفت کے اس طریق پر مجھے بھی چلائیے۔ شیخ احمد نے فرمایا کہ میں تو اس قابل نہیں ہوں البتہ آپ کو اپنے شیخ اور مرشد کی خدمت میں لئے چلتا ہوں۔ اگر انہوں نے قبول فرمالیا تو آپ کی قسمت۔ اگلے روز جب امام غزالیؒ کو ان کے بھائی اپنے مرشد کی خدمت میں لے گئے جو شہر سے باہر ایک کٹیا میں رہتے تھے اور جوتے بنانے کا کام کرتے تھے۔ جب دونوں بھائی ان کی خدمت میں حاضر

ہوئے تو مرشد چمڑے پر رنبا پھیر رہے تھے اور اس کی رگڑائی کر رہے تھے۔ اپنے کام میں مصروف رہے اور کافی دیر کے بعد گردن اٹھا کر اوپر دیکھا اور فرمایا کہ احمد مفتی صاحب کو یہاں کیسے لائے؟ امام غزالیؒ نے دست بستہ ہو کے عرض کیا کہ حضرت آپ کی غلامی میں شامل ہونے آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا نہیں آپ تو بہت بڑے عالم ہیں اور میں ایک معمولی سا درویش۔ میں آپ کو کیا دے سکتا ہوں؟ امام غزالیؒ نے عرض کیا کہ حضرت آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ بس مجھے قبول فرمالیجئے۔ بہت امید لے کے آیا ہوں۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد حضرت شیخ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ اور قصاب کے ہاں جب گائے ذبح ہو تو گائے کا سر ایک رسی میں باندھ کر اپنے گلے میں لٹکالو اور پورے شہر کا چکر لگا کر آؤ۔ پھر دیکھیں گے۔ امام غزالیؒ اسی وقت قصاب کے ہاں پہنچے اور تازہ کٹی ہوئی گائے کی گردن میں رسی ڈال کر اپنے گلے میں لٹکالی۔ پورے کپڑے خون سے رنگین ہوگئے۔ شہر کی گلیوں میں چکر لگانے لگے تو شہر کے لڑکے آپ کے پیچھے پیچھے ہولئے اور تالیاں بجا بجا کر کہنے لگے مفتی پاگل ہوگیا مفتی پاگل ہوگیا۔ اسی حال میں جب اپنے مرشد کی کٹیا میں پہنچے تو مرشد نے کھڑے ہو کر استقبال کیا اور گلے سے لگا کر فرمایا! تم نے پہلے ہی امتحان میں وہ سب کچھ پالیا جو مدتوں کے بعد نصیب ہوتا ہے۔ زمین زرخیز تھی طلب صادق تھی۔ بس ایک ہی نظر میں سارا کام ہوگیا۔

تصوف پر لکھی ہوئی کتابوں کا اگر شمار کیا جائے تو تصوف کے فلسفہ پر تین حصے امام غزالیؒ کے بنتے ہیں۔ جبکہ باقی ایک حصہ دوسرے علماء اور صوفیا کے حصہ میں آتا ہے۔

حضرت جالندھریؒ نے فرمایا کہ مال دولت اور دوسری چیزوں کا تکبر نکلنا آسان ہے علم کا کبر سب سے آخر میں نکلتا ہے۔ مگر جب مرشد کامل مل جائے تو پھر یہ منزل بھی آسان ہو جاتی ہے۔

فرمایا کہ آج تو مرید ہونا اور بیعت ہونا ایک رسم سی بن کے رہ گئی ہے۔ ورنہ پہلے زمانہ میں اس کے مقصد کو پورا کیا جاتا تھا۔ مرشد کے پاس دنیا کی خواہش لے کر نہیں جاتے تھے بلکہ صرف اور صرف دین کی غرض سے جانا ہوتا تھا اور کئی کئی مہینے بلکہ سالہا سال مرشد کی خدمت میں رہ کر تربیت حاصل کرتے تھے۔ جتنی استعداد زیادہ ہوتی تھی اتنا ہی کمال حاصل ہوتا تھا اور جلد کام بن جاتا تھا۔

چنانچہ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کا واقعہ سنایا کہ جب وہ اپنے مرشد سے بیعت ہوئے اور وہاں

قیام کیا تو چند دنوں میں مرشد ان سے بہت زیادہ شفقت فرمانے لگے ان کو اچھی جگہ بیٹھانے اور خاطر مدارت سے پیش آنے لگے۔اس سے چند پرانے خدام کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم اتنے سالوں سے یہاں پڑے ہیں ہمارا تو اتنا خیال نہیں کیا جاتا۔ جبکہ یہ کل آیا ہے اور آج اس کو اتنا قرب حاصل ہو گیا ہے۔ مرشد کو بھی ان کے وسوسہ کا اندازہ ہو گیا۔ چنانچہ ایک روز حضرت مرشد نے خانقاہ کے سب درویشوں کو اکٹھا کیا اور ان کو ایک ایک مرغ دے کر حکم فرمایا کہ ان کو ذبح کر کے لاؤ مگر ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی موجود نہ ہو۔ چنانچہ سب گئے اور جنگل میں جھاڑیوں کے پیچھے بیٹھ کر ایسی جگہ ذبح کر کے لے آئے جہاں کسی آدمی نے انہیں نہیں دیکھا۔ جبکہ شیخ شہاب الدینؒ جب آئے تو ان کے ہاتھ میں مرغ زندہ موجود تھا۔ وہ آکر خاموشی سے کھڑے ہو گئے۔ سب درویشوں نے مذاق اڑایا کہ اس سے اتنا کام بھی نہ ہو سکا۔ اب حضرت مرشد نے شیخ شہاب الدینؒ سے پوچھا کہ سب درویش اپنے اپنے مرغ ذبح کرلائے ہیں مگر تم نے ایسا کیوں نہ کیا؟ شیخ شہاب الدینؒ نے ادب سے عرض کیا کہ حضرت آپ نے یہ شرط لگائی تھی کہ مرغ وہاں ذبح کرنا ہے جہاں کوئی موجود نہ ہو۔ میں تو جہاں بھی گیا مجھے اللہ پاک کی موجودگی کا احساس ہوا اور کوئی بھی جگہ ایسی نہ ملی جہاں اللہ پاک موجود نہ ہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت شیخ بہت خوش ہوئے اور طالبین سے مخاطب ہوئے کہ یہی فرق ہے تمہاری اور ان کی استعداد میں۔ پھر بھلا میں ان کی قدر کیوں نہ کروں۔

اسی طرح کچھ عرصہ کے بعد مرشد نے سب درویشوں کو فرمایا کہ جنگل سے سبز گھاس لے کر آؤ۔ سبھی درویش گئے اور جنگل سے سبز گھاس کے گھٹے باندھ کر لے آئے جب کہ شیخ شہاب الدینؒ آئے تو ان کے ہاتھ میں سوکھے ہوئے گھاس کے چند تنکے تھے۔اس پر بھی درویشوں نے مذاق اڑایا مگر حضرت مرشد کے پوچھنے پر شیخ شہاب الدینؒ نے عرض کیا کہ حضرت کیا عرض کروں جس سبز گھاس کو ہاتھ لگایا اسے اللہ کے ذکر میں مشغول پایا اور میرا جی نہیں چاہا کہ اسے ذکر اللہ سے الگ کر دوں۔ہاں البتہ ایک جگہ یہ سوکھی ہوئی گھاس پڑی تھی جو ذکر سے غافل تھی چنانچہ اسے اٹھالایا ہوں۔ یہ جواب سن کر سب درویش شرمندہ ہوئے اور پھر وہ بھی دل سے شیخ شہاب الدینؒ کا احترام کرنے لگے۔

فرمایا!کہ جن درویشوں نے ظاہر حکم پر عمل کیا یعنی حکم کا مقصد ہی نہ سمجھا وہ فیل ہو گئے اور جس نے حکم کی روح کو سمجھا وہ کامیاب وکامران ہوا۔

فرمایا! کہ بعض لوگوں نے صرف تسبیح گھمانے اور چلے کاٹنے کو تصوف کا نام دے دیا۔ حالانکہ یہ تو ذرائع ہیں مقصد ان سب چیزوں کا یہ ہے کہ ہم دین پر سچے دل سے عمل پیرا ہو جائیں۔ ہاتھ میں تسبیح ہو اور کم تولیں یا جھوٹ بولیں تو پھر اس تسبیح کا کیا فائدہ۔ اسی لئے ایک بزرگ کہتے تھے کہ لوگ انسان تو بنتے نہیں ولی بننے کے چکر میں رہتے ہیں۔ اگر تم صحیح انسان بن جاؤ گے تو ولی بھی بن جاؤ گے۔

فرمایا! کہ معاملات اور اخلاق سے انسان کی پہچان ہوتی ہے۔ ایک بار حضرت عمر فاروقؓ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا کہ کوئی ہے جو اس کی گواہی دے سکے؟ کسی صحابی نے عرض کیا کہ میں اس کی گواہی دے دیتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تو کس بنا پر اس کی گواہی دیتا ہے۔ کیا تو نے اس کو صرف نماز پڑھتے دیکھا ہے یا کبھی اس کے ساتھ سفر کیا ہے یا کبھی اس کے ساتھ کوئی معاملہ کیا ہے؟ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ انسان کی پہچان معاملات سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضرت جالندھریؒ نے ایک محدث کا واقعہ سنایا۔

فرمایا! ایک محدث کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ مکان کچا تھا۔ ایک بار جب حدیثیں لکھتے ہوئے ورق پلٹنے کی نوبت آئی تو سیاہی خشک نہ ہوتی تھی۔ اس زمانہ میں سیاہی چوس یا چاک وغیرہ تو ہوتے نہیں تھے اس لئے گیلی سیاہی پر مٹی ڈال کر خشک کیا کرتے تھے۔ چنانچہ محدث نے مکان کی کچی دیوار سے مٹی کھرچ کر سیاہی پر ڈالنا چاہی مگر معاً دل میں خیال آیا کہ یہ مکان تو کرائے کا ہے۔ میرا ذاتی مکان نہیں۔ اس لئے بغیر مالک مکان کے پوچھے یہ مٹی ڈالنا میرے لئے جائز نہیں۔ مگر پھر خود ہی خیال کیا کہ ذرا سی مٹی سے کیا فرق پڑتا ہے اور مالک مکان کونسا اس سے منع کرے گا؟۔ چنانچہ تھوڑی سی مٹی دیوار سے کھرچ کر ورق پر ڈال لی لیکن محدث جب رات کو سوئے تو خواب میں سرکار مدینہ حضرت محمد ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے خفا ہو کے فرمایا! کہ کل قیامت میں تجھے اس بات کا پتہ چلے گا کہ ذرا سی مٹی سے کیا فرق پڑتا ہے؟ چنانچہ محدث صبح کو اٹھتے ہی مالک مکان کے ہاں پہنچے اور ان سے مٹی کھرچنے کا واقعہ سنایا اور معافی مانگی۔ مالک مکان نے کہا کہ میں نے معاف کیا اور آئندہ آپ کو اجازت ہے۔ جب بھی ضرورت پڑے آپ مٹی کھرچ سکتے ہیں۔

اسی طرح حضرت امام ابو حنیفہؒ کا واقعہ سنایا کہ ایک بار آپ بازار میں جا رہے تھے۔ آپ نے دور سے ایک واقف کار کو دیکھا۔ اس شخص نے بھی آپ کو دیکھ لیا۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں مگر اس شخص نے

چونکہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا قرض دینا تھا اور میعاد بھی گزر چکی تھی۔ اس لئے اس نے آپ کو دیکھا ان دیکھا کر دیا اور مجمع میں گھس کر ادھر ادھر نکلنے کی کوشش کی مگر حضرت امام ابو حنیفہؒ نے بڑھ کر اسے جا لیا اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کے فرمایا! کہ مجھے دیکھ کر تیرے دل کو جو شرمندگی ہوئی دھچکا لگا وہ تو مجھے معاف کر دے اور میں اپنا قرض تجھے معاف کرتا ہوں۔ میری اس زندگی کا کیا فائدہ اگر کوئی مسلمان مجھے دیکھ کر کترانے کی کوشش کرے۔

فرمایا! کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا ہی واقعہ ہے کہ آپ کو کسی سے قرض واپس لینا تھا۔ چنانچہ آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ آپ دھوپ میں کھڑے رہے مگر اس کے مکان کے سایہ میں کھڑے نہ ہوئے۔ جب مالک مکان نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ میں نے تجھے قرض دیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ میں تم سے اتنا بھی فائدہ حاصل کروں۔ مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تمہارے مکان کے سایہ میں کھڑے ہونا سود میں شامل نہ ہو جائے۔ حالانکہ فتویٰ کی رو سے ایسی کوئی بات نہ تھی مگر یہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا تقویٰ تھا۔

تو یہ ہے اصل روح جس کا اسلام اور دین ہر مسلمان سے تقاضا کرتا ہے۔ بیعت ہونے کا اور مرشد پکڑنے کا بھی صرف اور صرف یہی مقصد ہے کہ یہ چیز ہمارے اندر پیدا ہو جائے۔ قرآن پاک میں آیا ہے کہ: ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔“

یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جب انسان ہر وقت اللہ کا دھیان رکھے گا اور اس سے ڈرے گا تو ہر برائی سے بچ جائے گا اور ہر بھلائی کو اختیار کرنے والا ہو جائے گا۔ آہستہ آہستہ اس کے دل سے دنیا کی اور مال و دولت کی رغبت دور ہونے لگے گی۔

فرمایا! کہ ہر اللہ کا ولی سخی ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ امام غزالیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ حضرت امام حسینؓ، حضرت امام حسنؓ اور غالباً حضرت عبداللہ بن زبیرؓ یہ تینوں نوجوان ایک بار سیر کی غرض سے یا شکار کی غرض سے جنگل میں بہت دور نکل گئے اور بھوک پیاس کی شدت محسوس ہونے لگی۔ ادھر ادھر دیکھنے کے بعد دور ایک کٹیا نظر آئی۔ یہ تینوں صاحبزادے اس کی طرف بڑھے۔ کٹیا کے قریب جا کر معلوم ہوا کہ ایک بڑھیا وہاں موجود ہے۔ ان تینوں حضرات نے بڑھیا کو سلام کیا اور پانی کا پوچھا۔ بڑھیا نے کہا

مرحبا! اور خوش ہو کے کہا بیٹو آؤ بیٹھو میں تمہیں پانی پلاتی ہوں۔ چنانچہ بڑھیا نے پانی پیش کیا۔ پانی پینے کے بعد انہیں بھوک کا احساس ہوا تو پوچھا کہ اماں کھانے کو بھی کچھ ہے یا نہیں؟ تو بڑھیا نے عرض کیا کہ یہ بکری موجود ہے اسے ذبح کر لو۔ صاف کر کے مجھے دے دو میں ابھی تھوڑی سی دیر میں تمہیں گوشت بھون کر تیار کے دیتی ہوں۔ چنانچہ تینوں صاحبزادوں نے بکری ذبح کی۔ اس کی کھال اتاری بوٹیاں کی اور بڑھیا کو پکانے کے لئے دے دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں بڑھیا نے گوشت بھون کر پیش کر دیا جسے تینوں نوجوانوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور خوشی خوشی اماں سے اجازت چاہی اور جاتے جاتے کہنے لگے۔ اماں کبھی مدینہ آؤ تو ہمیں ضرور ملو..........!

اماں نے کہا بس تم لوگوں کو خوش دیکھ کر ہی میں خوش ہو گئی ہوں اللہ تمہیں نظر بد سے بچائے اور خیر سے اپنے گھر پہنچائے۔ کافی عرصہ کے بعد ایک روز حضرت امام حسنؓ مدینہ کے بازار سے گزرے تو وہی بکری والی اماں سوکھی لکڑیاں سر پر اٹھائے ہوئے نظر آئی۔ حضرت امام حسنؓ نے اسے پہچان لیا۔ اسے سلام کیا اور اپنے ساتھ گھر لے آئے۔ گھر والوں سے کہا کہ اماں کو نہلاؤ دھلاؤ اور نئے کپڑے پہناؤ۔ کھانا بھی بہت اچھا کھلایا اور پھر ایک ہزار بکری اور ایک ہزار دینار اماں کی نذر کئے اور خادم سے کہا کہ اب اماں کو امام حسینؓ کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ اماں کو حضرت امام حسینؓ کے گھر پہنچا دیا گیا۔ انہوں نے بھی خوب خاطر تواضع کی اور ایک ہزار بکری اور ایک ہزار دینار پیش کئے اور اس کے بعد خادم سے فرمایا کہ ان کو ہمارے تیسرے ساتھی حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ اماں کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ہاں پہنچا دیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی اماں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور پوچھا کہ حسنین کریمینؓ نے کیا دیا؟ جب پتہ چلا کہ دونوں بھائیوں نے ہزار ہزار بکری اور ہزار ہزار دینار دیئے ہیں تو فرمایا کہ میں دونوں کے برابر اکیلا دوں گا۔ چنانچہ دو ہزار بکری اور دو ہزار دینار انہوں نے دیئے اور کہا کہ اماں اگر آپ پہلے مجھے مل جاتیں تو میں آپ کو اتنا دیتا کہ حسنؓ اور حسینؓ کو دینا ذرا مہنگا پڑتا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب فتوحات بہت زیادہ ہو رہی تھیں اور مدینہ میں ہر طرف خوشحالی تھی۔

کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ والے کسی کا احسان نہیں لیتے اور ان میں اللہ کی صفت یعنی جود و سخا کمال درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ جیسے اللہ پاک ایک نیکی کا بدلہ خلوص کے اعتبار سے ہزاروں درجے بڑھا دیتے

ہیں اسی طرح اہل اللہ بھی اپنی حیثیت کے مطابق زیادہ سے زیادہ نوازنے کی کوشش کرتے ہیں۔

فرمایا! کہ دنیا کی مثال دریا میں کشتی کی سی ہے۔ یعنی دنیا میں ایسے رہو جیسے دریا میں کشتی کے اندر رہتے ہیں۔ جس طرح کشتی کو چلانے کے لئے پانی کی ضرورت ہے مگر پانی جب تک کشتی سے باہر رہے گا کشتی چلتی رہے گی جو نہی پانی کشتی کے اندر داخل ہو جائے گا کشتی ڈوب جائے گی۔ یعنی دنیا کی زندگی گزارنے کے لئے مال دولت کی ضرورت تو ہر حال میں پڑتی ہے اور اسے کمانے میں کوئی ہرج نہیں مگر دل کے اندر صرف اور صرف اللہ کی یاد رہنی چاہیے۔ دنیا کی قدر دل کے اندر نہیں ہونی چاہیے اسی لئے فرمایا: ”الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب۔“ یعنی خبر دار دلوں کا اطمینان اللہ کے ذکر میں ہے۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ جو دل ذکر کرنے والا ہے وہ زندہ ہے اور جو دل ذکر سے خالی ہے گویا وہ مردہ ہے۔ بزرگ اسی چیز کی مشق کراتے ہیں کہ کام کرتے وقت بھی دل اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔

جن کو حضوری کا یہ مقام اور یاد کی یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے وہ اپنے ایک ایک لمحہ کی قدر کرتے ہیں۔ ایک بزرگ کا قصہ مشہور ہے کہ وہ ستو کی پوٹلی باندھ کر ساتھ رکھتے تھے کہ جہاں بھوک لگی ستو پانی میں گھول کر پی لیا۔ سالہا سال سے یہ معمول تھا۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ بھائی! حساب کیا ہے کہ جتنی دیر میں ایک لقمہ چباتا ہوں اتنی دیر میں 70 بار سبحان اللہ! کہہ لیتا ہوں۔ جبکہ ستو کے پینے میں کم وقت صرف ہوتا ہے۔ اس لئے اتنا نقصان کون کرے۔ اسی طرح موجودہ زمانہ کی ایک مثال سنائی کہ:

ہمارے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور کی ٹانگ کاٹنے کا مشورہ ہوا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لئے بے ہوش کرنا پڑے گا۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ایک لمحہ کی غفلت بھی مجھے گوارا نہیں یعنی ایک لمحہ بھی اللہ کی یاد سے غافل ہونا میرے بس میں نہیں۔ آپ بغیر بے ہوش کئے آپریشن کریں انشاء اللہ میں برداشت کروں گا۔ چنانچہ آپریشن کی تاریخ میں شاید یہ پہلا واقعہ ہو کہ آپ کا آپریشن ہوش و حواس میں کیا گیا اور اللہ کے ولی نے ہنسی خوشی اس تکلیف کو برداشت کیا مگر اللہ کی یاد سے غافل ہونا گوارا نہ کیا..................!!!

☆......☆......☆

انبیاء علیہم السلام

اور مرزا غلام احمد قادیانی

ادارہ

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ بندے ہیں جن کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا۔ ان کی براہ راست تعلیم و تربیت فرمائی۔ بچپن سے لے کر لحد تک ان کی حفاظت فرمائی۔ ان کو معصوم عن الخطا قرار دیا۔ ان سے گناہ اور غلطی کی حس ہی ختم فرمادی۔ ان برگزیدہ ہستیوں کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا اور یہ سلسلہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوا۔

ہر نبی صادق نے اپنے سے پہلے نبی علیہ السلام کی تصدیق کی اور ان کی تعلیمات کو حق قرار دیا۔ قرآن کریم میں ان انبیاء کرام علیہم السلام کی تصدیق اور ان کے احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام کی حقانیت کی دلیل یہ بتائی گئی کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں۔ مسلمان کے لئے جس طرح نبی اکرم ﷺ کا احترام ضروری ہے اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک ہر پیغمبر پر ایمان لانا اور ان کا احترام کرنا ضروری ہے اور جو شخص اس میں کوتاہی کرے گا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ البتہ چونکہ حضور اکرم ﷺ دین کامل اور شریعت کامل لے کر تشریف لائے اس لئے باقی تمام کتب اور شریعتیں منسوخ ہوگئیں اور ان پر عمل کرنے کا حکم ختم ہوگیا۔ لیکن اس کے باوجود نہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کے معمولی سے احترام میں کمی کی جاسکتی ہے اور نہ ہی ان کتب کے بارے میں تحقیر آمیز رویہ اختیار کیا جاسکتا ہے بلکہ نبی اکرم ﷺ نے ایک حدیث مبارکہ کے ذریعہ مسلمانوں کو انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان درجہ بندی کرنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے تاکہ ان کی تحقیر کا کوئی پہلو باقی نہ رہے۔

یہ تو انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کیا ہیں؟ اور کس کس انداز میں ان انبیاء کرام کی توہین مرزا غلام

احمد قادیانی نے کی ہے ؟۔اس کی تحریرات میں آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیں اور سوچیں کہ کیا کوئی شخص انسانیت سے اتنا بھی گر سکتا ہے ؟۔ ان برگزیدہ ہستیوں کے بارے میں اتنے گرے ہوئے خیالات کا اظہار کر سکتا ہے ؟ اور اس کے باوجود وہ اسلام اور خدا تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ اور مسیح موعود اور نبی (جھوٹا) ہونے کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ حالانکہ وہ مندرجہ ذیل تحریر میں خود ان انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کو موجب غضب قرار دے چکا ہے :

۞.........''اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر سخت معصیت اور موجب نزول غضب الٰہی ہے۔''(چشمہ معرفت ص ۳۹۰'خزائن ص ۳۹۰ ج ۲۳ از مرزا غلام احمد قادیانی)

مندرجہ بالا تحریر کی روشنی مین خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریریں ملاحظہ فرمائیں اور اس تحریر کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں فیصلہ کریں ؟۔

۞.........''میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔''(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵'خزائن ص ۵۷۳ ج ۲۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

۞.........''

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراھیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(درثمین ص ۲۳ از مرزا غلام احمد قادیانی)

۞.........''خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔''(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷'خزائن ص ۵۷۵ ج ۲۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

۞.........''پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام احمد قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔''(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۹'خزائن ص ۹۹ ج ۲۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

۞.........''اور یہ جو فرمایا کہ :'' واتخذوا من مقام ابراهیم مصلیٰ .'' یہ قرآن

شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراھیم (مرزا غلام احمد قادیانی) جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ۔" (اربعین نمبر ۳ ص ۳۸ 'خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۰ '۴۲۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

⟡............ "پس اب کیا یہ پرلے درجہ کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم : " لانفرق بین احد من رسلہ ." میں داؤد اور سلیمان 'زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جائے۔" (کلمتہ الفصل ص ۱۱۷ مولفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان مارچ 'اپریل ۱۹۱۵ء)

⟡............ "خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں 'میں شیث ہوں 'میں نوح ہوں 'میں ابراھیم ہوں 'میں اسحٰق ہوں 'میں اسماعیل ہوں 'میں یعقوب ہوں 'میں یوسف ہوں 'میں موسیٰ ہوں 'میں داؤد ہوں 'میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔" (حقیقت الوحی حاشیہ ص ۷۳ 'خزائن ص ۷۶ ج ۲۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

قارئین کرام!

مندرجہ بالا خالصتہً کفریہ نظریات قادیانی جماعت کے خبث باطن کا مظہر ہیں۔ قادیانیوں سے بچنا اور تمام مسلمانوں کو ان سے بچانا ہم سب کا دینی فریضہ ہے۔ آیئے ہم سب مل کر " قادیانی کفر خالص " کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن جائیں !!!

☆......☆......☆

دعائے صحت کی اپیل !

خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب گذشتہ ماہ سے گردوں کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔ قارئین لولاک سے درخواست ہے کہ مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ رب العزت ان کو صحت سے سرفراز فرمائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کے دلائل

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہری

چھٹی دلیل !

قادیانی بسلسلہ وفات مسیح علیہ السلام یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں :

”واوصنی بالصلوٰۃ و الزکوۃ مادمت حیا“

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس آیت کو پیش کر کے محض زکوٰۃ پر ہی زور دیا ہے کہ آسمان پر زکوٰۃ کس کو ادا کرتے اور کیا دیتے ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ وہ (حضرت مسیح علیہ السلام) مر گئے۔

یہ بھی ایک قسم کا دھوکا ہے۔ انسان کب اور کہاں مکلّف بالشرع ہوتا ہے۔ اس دنیا میں یا اس دنیا کے علاوہ اور بھی کہیں ؟ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں زندہ ہی تھے۔ کیا وہ جنت میں کسی قسم کی عبادت کرتے تھے ؟ اگر کرتے تھے تو ثبوت پیش کرو۔ اگر نہیں تو عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر رہ کر کیسے مکلّف ہوئے‘ نیز زکوٰۃ تو وہ دیتا ہے جو مال والا ہو۔ یہ ثابت کیجیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب مال ہیں۔

ساتویں دلیل !

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا :

”والسلم علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیاء“

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی پیدائش اور وفات اور دوبارہ بعثت کا ذکر کیا۔ مگر آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے وہ مر گئے۔

کیا اچھا ثبوت ہے۔ عدم ذکر سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ دوسرے ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح کو اپنے آسمان پر اٹھائے جانے کا اس وقت علم ہی نہ ہو۔ تو وہ کیسے اس کا ذکر کرتے۔ پس اس آیت سے وفات

مسیح ثابت نہیں ہوتا۔

آٹھویں دلیل!

قادیانی یہ آیت پیش کرتے ہیں:

”او ترقی فی السماء قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا“

مرزا غلام احمد قادیانی اس آیت پر یہ لکھتا ہے:

”کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ آپ آسمان پر چڑھ جائیں جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر چڑھ جائے۔ پس مسیح بجسد عنصری آسمان پر نہیں گئے بلکہ بعد موت گئے ہیں“

مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے ترجمہ میں بہتان سے کام لیا ہے۔ عادت اللہ کس لفظ کا ترجمہ ہے یہ بالکل تحریف ہے آیت کا مطلب بالکل صاف ہے۔

کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ سے کہا تھا کہ جب تک تم آسمان پر نہیں چڑھو گے ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ جواب ملا کہ خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ ایسے کاموں سے عاجز نہیں وہ تو عاجزی سے پاک ہے ہاں میرا کام نہیں کہ میں خود بخود چڑھ جاؤں۔ میں تو صرف اسکا رسول ہوں۔ جو مجھے ارشاد ہوگا۔ تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں۔ بتلائیے کہ یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے سبحان ربی کے معنے تو خوب تراش لیے کہ:

”ایسے خلاف عادت کام کرنے سے میرا خدا پاک ہے۔“

مگر ” هل کنت الا بشراً رسولا ۔ “کا کیا کریں گے۔ جو اپنے عہدہ عبودیت کا مظہر ہے۔ جس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سوال کا مخاطب نہیں ہو سکتا۔ اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

نویں دلیل!

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں:

”ومنکم من یتوفی و منکم من یرد الی ارزل العمر لکیلا یعلم من بعد علم

شیئا"

"اس آیت کو پیش کر کے کے یہ کہا گیا ہے کہ آدمی اپنی موت آپ مر جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح بھی اپنی طبعی عمر کو پہنچ کر مر گئے۔"

مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ خیال ہی خیال ہے اور اس زمانہ کے لوگوں کی عمر طبعی کا خیال کر کے مرزا غلام احمد قادیانی نے اٹکل سے یہ بات کہی ہے۔ حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ شروع زمانہ سے لوگوں کی عمر کتنی لمبی ہوتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھئے کہ ساڑھے نو سو برس تک تو محض تبلیغ فرمائی۔ نہیں معلوم کہ ان کی عمر طبعی کس قدر تھی۔ بعض نبیوں کی چودہ چودہ سو برس تک عمر ہوئی ہے۔ بقول تفسیر ابن کثیر حضرت مسیح تینتیس برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی عمر طبعی کا اندازہ کوئی غیر محدود زمانہ ہے جس کی مثال دنیا میں آج تک کسی فرد بشر پر نہیں آئی۔

دسویں دلیل!

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں:

"ولکم فی الارض مستقرومتاع الی حین۰"

"جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا۔ اس لیے کہ رہنے کی جگہ اور عمر گزارنے کی جگہ زمین ہے۔"

مگر اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ مسیح رہنے و گزارہ کرنے آسمان پر نہ گئے ہیں۔ بلکہ عارضی طور سے ہیں۔ ورنہ اس آیت: " ولکم فیھا منافع و مشارب افلا یشکرون۰" سے محض یہی ماننا پڑے گا۔ کہ سوائے چارپائیوں کے اور کسی میں منافع نہیں اور سوائے ان کے دودھ کے اور کچھ نہیں پی سکتے۔ حالانکہ ہم تمام دنیا کی چیزوں نفع اٹھاتے ہیں اور پانی شربت اور ماں کا دودھ پیتے ہیں۔

اسی طرح ہم محمد رسول اللہ کہتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ محمد ﷺ ہی اللہ کے رسول ہیں اور موسیٰ علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول نہیں ہیں۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ آسمان عارضی مستقر ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس وقت حضرت مسیح کے

لیے آسمان عارضی مستقر ہے۔

گیارہویں دلیل!

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں:

”ومن نعمره ننکسه فی الخلق۔“

یعنی درازی عمر میں حواس و عقل زائل ہو جاتی ہے۔پس مسیح کی عقل میں فرق آگیا ہوگا۔اس لیے وہ مر گئے ہوں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی عمر پر مسیح کی عمر کو قیاس کیا ہے۔حضرت نوح علیہ السلام جو ساڑھے نو سو برس تک تبلیغ کرتے رہے تو بقول مرزا اس درازی عمر میں وہ ہواس و عقل کھو چکے ہوں گے اور اسی بد حواسی و بے عقلی کی حالت میں تبلیغ کرتے ہوں گے۔نعوذباللہ!مرزا غلام احمد قادیانی کی درازی عمر سامنے رکھ کر حضرت نوح علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درازی عمر کو نہیں دیکھنا چاہیئے بہر حال اس آیت کو وفات مسیح سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

بارہویں دلیل!

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں:

”انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط به نبات الارض مما یاکل الناس والانعام“

”یعنی کھیتی کی طرح انسان بعد کمال زوال کی طرف رخ کرتا ہے۔پس مسیح بھی کمال سے زوال کی طرف آئے اور مر گئے۔“

مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔اس لیے کہ اکثر بچے ایک سال کے ہی مر جاتے ہیں۔اس کے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی۔بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ہزار سال تک اس کمال کو نہیں پہنچتے۔اسی طرح حضرت مسیح کو بھی ابھی وہ کمال نہیں آیا ہے جس کے بعد ان کو زوال آنا ہے اور اس میں کیا استحالہ ہے۔

پس یہ آیت بھی مرزائیوں کے لیے مفید نہیں ہے اور ان کا مدعا اس سے ثابت بھی نہیں ہوتا۔

تیرھویں دلیل!

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں:

”وما ارسلنامن قبلك من رسول الا انهم ليا كلون الطعام و يمشون فى الا سواق ۰“

اس کا مفصل جواب اوپر گزر چکا ہے۔ جس کا مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ کو کھلاتا' پلاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصول صیام کے موقع پر فرمایا اور زندگی کے لیے کھانا کھانا اور بازار میں چلنا ضروری نہیں ہے بہر حال اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔

چودھویں دلیل!

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں:

”والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئاو هم يخلقون اموات غير احيا و ما يشعرون ايان يبعثون ۰“

اس آیت میں معبودوں کی موت کی خبر دی گئی ہے چونکہ حضرت مسیح بھی ان کے مصنوعی معبود تھے اس لیے وہ بھی مر گئے۔

اس میں بھی مرزائیوں نے دھوکا کھایا ہے۔ اول تو عیسائیوں کے مصنوعی معبود حضرت مسیحؑ نہ تھے۔ بلکہ یسوع تھے جس کو مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مانا ہے دوسری آیت میں لفظ اموات ہے۔ جو جمع ہے میت کی میت مردہ کو ہی کہتے ہیں۔ اور بے جان کو بھی۔ آیت شریفہ میں مصنوعی معبودوں سے مورتیاں مراد ہیں۔ جملہ مصنوعی معبود (جاندار و بے جان) مراد ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے مورتیوں کے علاوہ دوسرے مصنوعی معبودوں کی معبودیت کے باطل ہونے کی دلیلیں' دوسری آیات میں موجود ہیں پس اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح مر گئے۔

پندرھویں دلیل!

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں:

”ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبين ۰“

در کہتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لیے مسیح ان کے بعد نہیں آسکتے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ فوت ہوگئے۔

یہ بھی ایک قسم کا دھوکا بلکہ نافہمی ہے۔ بیشک آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ حضرت مسیح نبوت سابقہ ہی سے موصوف ہوں گے۔ جیسے ہارون علیہ السلام بلکہ خود حضرت مسیح پہلے تورات کے تابع احکام کی تبلیغ کرتے رہے اسی طرح تشریف آوری کے بعد قرآن شریف کے تابع ہو کر رہیں گے۔

آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لوکان موسی حیا............................الخ۔"

خدا نے سب نبیوں سے عام طور پر وعدہ لیا ہے کہ جب تمہارے زمانہ میں کوئی رسول آوے تو تم اس کو مان لینا اور اس پر ایمان لانا۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔

سولہویں دلیل!

قادیانی ایک یہ بھی پیش کرتے ہیں:

"فاسئلوا اھل الذکران کنتم لا تعلمون"

اس ایت کو پیش کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ وفات مسیح کے متعلق اہل کتاب سے دریافت کرو۔

اہل کتاب حضرت مسیح کی طبعی موت سے متعلق کچھ نہیں کہتے جو کچھ کہتے ہیں وہ سولی اور قتل کے متعلق کہتے ہیں۔ اور قرآن شریف سولی اور قتل کی تردید کرتا ہے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

سترہویں دلیل!

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں:

"یا ایتھا النفس المطمئنہ۔ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیہ۔ فادخلی فی عبادی۔ وادخلی جنتی"

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی مرے نہیں خدا کے نیک بندوں میں نہیں ملتا اور بموجب حدیث معراج حضرت مسیح نیک بندوں میں داخل ہو چکے ہیں اس لیے ضرور فوت شدہ ہیں۔

یہ بھی محض غلطی اور دھوکا ہے۔ اس لیے کہ بموجب شہادت حدیث معراج خود آنحضرت ﷺ نیک بندوں میں داخل تھے یا نہیں؟

پھر آپ اس کے بعد دوسری زندگی سے آئے تھے یا اسی زندگی سے؟

حالانکہ آیت کا مطلب صاف ہے کہ جب نیک بندے بوقت قیامت قبروں سے اٹھیں گے تو اس وقت خدا کے فرشتے ان سے کہیں گے۔

”اے نفس خدا کے ذکر سے تسلی پانے والے! خدا کی طرف چل اور راضی خوشی خدا کے نیک بندوں میں داخل ہو“ (تفسیر معالم)

اس کو مسیح کے فوت ہونے سے کیا تعلق؟

اٹھارویں دلیل!

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں:

”اللّٰہ الذی خلقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۰“

مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا ہے اس آیت میں چار واقعات انسان کی زندگی کے ہیں۔ پیدائش پھر انسان کی تربیت و تکمیل کے لیے رزق مقسوم نہیں پھر اس پر موت وارد ہونا پس معلوم ہوا کہ مسیح فوت شدہ ہیں۔

مگر شاید مرزا غلام احمد قادیانی کو یہ معلوم نہیں کہ تکمیل اور تربیت کی حدود مختلف ہیں اور رزق مقسوم بھی ہر زندگی کے مناسب ہوتا ہے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔

انیسویں دلیل!

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں:

”کل من علیها فان و یبقی وجه ربك ذوالجلال و الاکرام۰“

اس میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو دھوکا لگا ہے یا مرزا غلام احمد قادیانی دوسروں کو دھوکا دے رہے ہیں۔

اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ہر زمین والے کو فنا دامنگیر ہے۔ لفظ علیہا پر غور کیجئے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر زمین والا ایک نہ ایک دن ضرور فنا ہوگا۔

پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

بیسویں دلیل!

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں:

”ان المتقین فی جنت و نہر فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر۔“

یعنی خدا کے پاس جاکر بندے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ موت کے بعد ہے۔

بے شک اس آیت میں جس جنت کا ذکر ہے وہ بعد موت ہی ہے۔ مگر اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مر گئے اور مرنے کے بعد جس جنت میں آدمی جاتا ہے اس جنت میں چلے گئے۔

پس اس آیت سے بھی وفات مسیح کا کوئی تعلق نہیں۔

اکیسویں دلیل!

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں:

”اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدة۔“

فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان جہاں ہو۔ موت اور لوازم موت اس پر بھی طاری ہو جاتے ہیں۔

بیشک صحیح ہے۔ لیکن اپنے اپنے وقت مقرر پر ارشاد ہے۔ کون کہتا ہے کہ حضرت مسیح کو موت نہیں آئے گی۔ آئے گی ضرور لیکن اپنے وقت پر۔

پس اس آیت سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح مر گئے۔

بائیسویں دلیل!

"ما اتکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنه فانتھوا۰"

"یعنی جو تم کو یہ رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے ہٹ جاؤ۔"

مرزاغلام احمد قادیانی اس آیت کو پیش کر کے کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو دیا ہے۔

"اعمارا متی مابین الستین الی السبعین واقلھم من یجوز۰"

یعنی میری امت کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہیں اور بہت کم اس سے زیادہ بڑھیں گے۔ نیز آنحضرت ﷺ نے انتقال کے وقت فرمایا:

"من نفس منفوسة یاتی علیھا مائة سنة وھی حیه۰"

پہلی حدیث تو بالکل صاف ہے اور مرزاغلام احمد قادیانی کے دعوی وفات مسیح سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے کہ اس حدیث میں عمر متجاوز ہونے کا بھی ثبوت ہے۔ اور حضرت مسیح ان ہی میں سے ہیں۔ دوسرے یہ حدیث آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے متعلق فرمائی ہے۔ اور حضرت مسیح ابھی آپ کی امت میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔ اور جب آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اور دنیا میں دوبارہ تشریف لاکر آپ کی امت میں داخل ہوں گے تو ساٹھ سال سے کم زندہ ہو کر فوت ہو جائیں گے۔

دوسری حدیث کا ترجمہ مرزاغلام احمد قادیانی نے یوں کیا ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے اس تحریف سے کام لیا ہے۔ اس حدیث میں: "علی ظھر الارض۰" بھی تھا۔ جس کے معنی ہیں کہ زمین کے جاندار۔ یعنی جو جاندار زمین پر ہیں۔ آج سے سو سال تک کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔ یعنی ان کی نسل رہ جائے گی۔ خود نہیں رہیں گے چونکہ حضرت مسیح زمین پر تو تھے نہیں جس سے مرزاغلام احمد قادیانی کی دلیل میں ضعف آتا تھا۔ اس لیے حدیث پر ہاتھ صاف کرنا چاہا اور تاویل یا تحریف کر دی کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا۔ حالانکہ حضرت مسیح کے متعلق آنحضرت ﷺ کے فرمان علیحدہ ہیں۔

☆......☆......☆

الجھا پاؤں یار کا زلف دراز میں

قادیانیوں سے ایک سوال

مولانا محمد حسین ناصر

متنبی قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب حمامتہ البشریٰ ص ۸۳' خزائن ص ۳۰۲ جلد ۷ پر لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

"ان کا ایک اعتراض ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود قرب قیامت میں ہی آئیں گے۔ مگر قیامت کی بڑی نشانیوں کا ظہور یعنی کہ یاجوج وماجوج کا ظہور' دابتہ الارض اور دجال کا (جو اپنے ساتھ خود ساختہ جنت وجہنم لئے پھرے گا) اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا وغیرہ۔ یہ علامتیں تو ظاہر ہوئی نہیں۔ تو یہ مسیح موعود کہاں سے آگیا؟۔

اس کا جواب یہ ہے کہ:

" فاعلم ان هذه الانباء قدتمت کلها ووقعت کماکان فی آلاثار۰"

پس جان لے کہ احادیث کے مطابق یہ تمام نشانیاں پوری اور واقع ہو چکی ہیں۔ (حمامتہ البشریٰ ص ۸۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کا کہنا یہ ہے کہ احادیث کے مطابق (دیگر نشانیوں کی طرح) طلوع شمس مغرب سے ہو چکا ہے۔ جبکہ مسلم شریف ج اول ص ۸۸ پر ہے کہ:

" زین الذی لا یقبل فیه الایمان من مغر بها فاذاطلعت الشمس من مغربها این الناس کلهم اجمعون فیومئیذلا ینفع نفا ایمانهالم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانها خیرا۰"

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی۔ جب تک سورج (بجائے مشرق کے) مغرب سے طلوع نہ ہو۔ جب سورج مغرب سے طلوع

ہوگا۔(توبہ کا دروازہ بند) اس وقت (اس علامت کبریٰ کو دیکھ کر) تمام لوگ ایمان لائیں گے۔

اگر کوئی اس سے پہلے ایمان نہیں لایا یا ایمان کی حالت میں نیک عمل نہیں کیا۔ تو آج کے دن کسی کا ایمان اسے نفع نہ دے گا۔

نتیجہ !

مرزا غلام احمد قادیانی کا اقرار ہے کہ طلوع شمس مغرب سے ہو چکا۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مغرب سے طلوع آفتاب کے بعد کسی کا ایمان قابل قبول و نفع مند نہیں۔ تو اب قادیانی حضرات توجہ کریں کہ جو لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ ان کو ایمان کیسے نفع دے گا؟

قادیانیو !

اس گتھی کو سلجھاؤ کہ طلوع شمس مغرب سے ہو چکا ہے یا نہیں ؟۔

اگر نہیں ہوا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹ بولا ؟۔ کیا نبی و مسیح جھوٹ بولتا ہے ؟۔

اگر طلوع شمس مغرب سے ہو چکا تو اب آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق ایمان نفع مند نہیں۔ قادیانی حضرات اس بات پر غور کریں۔ اور قیامت تک اس بات جواب تلاش کرتے رہیں مگر ہمیں یقین ہے کہ انہیں اس کا جواب نہیں ملے گا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں !!!

☆......☆......☆

اعلان

ماہنامہ لولاک کے ان خریدار حضرات سے التماس ہے جن کی زر سالانہ خریداری کی مدت ختم ہو چکی ہے اور ان حضرات کو بذریعہ لیٹر آگاہ کیا جا چکا ہے۔ دوبارہ گزارش ہے کہ براہ کرم ! اس دینی پرچہ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے سالانہ زر خریداری بذریعہ منی آرڈر بنام لولاک بھیج کر مشکور فرمائیں !

ادارہ

مرزا غلام احمد قادیانی کی تضاد بیانیاں

مولانا محمد قاسم رحمانی

قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر یہ کلام اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے اختلافات پائے جاتے۔ اس آیت کریمہ نے فیصلہ کردیا کہ اگر مدعی نبوت کے اقوال میں اختلاف ہو تو وہ اپنے دعویٰ نبوت میں سچا نہیں بلکہ جھوٹا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ:

(1)............"جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۲)

(2)............"اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔" (حقیقت الوحی ص ۱۸۴)

(3)............"ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔" (ست بچن ص ۳۱)

(4)............"کسی عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں! اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملادیتا ہو اس کا کلام بیشک متناقض ہوتا ہے۔" (ست بچن ص ۳)

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی مدعی نبوت ہے اس لئے اس کے صدق وکذب کے پرکھنے کی ایک آسان سی صورت یہ بھی ہے کہ دیکھا جائے کہ آیا خود مرزا غلام احمد قادیانی کے کلام میں تناقض تو نہیں پایا جاتا۔ اگر اس کے کلام میں تناقض وتعارض پایا جاتا ہو تو بحوالہ فیصلہ قرآنی مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ

نبوت میں کاذب قرار پاتا ہے۔

☆ مرزا غلام احمد قادیانی کے کلام میں تناقض کی اس قدر بھر مار ہے کہ جس کا احصار اس جگہ ممکن نہیں۔ اس لئے بطور مشتے نمونہ از خروارے سے چند مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے اور فیصلہ قارئین کرام کے شعور وانصاف پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

(الف)........ جن جن کتب کے حوالے پیش کئے گئے ہیں وہ کسی غیر قادیانی کی نہیں بلکہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف ہیں۔ اگر کوئی قادیانی اس کا انکار کرے تو اس کا بار نبوت ہمارے ذمہ ہے۔

(ب)........ جو اقتباسات مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف سے پیش کئے گئے ہیں ان کی صحت کے ہم ذمہ دار ہیں۔

(ج)........ منقولہ اقتباسات میں کسی قسم کا کوئی تغیر و تبدل نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے معنی یا مفہوم میں فرق آگیا ہو۔ اگر کسی صاحب کو ان امور ثلاثہ پر کسی قسم کا کوئی اعتراض ہو تو ہماری جانب رجوع فرما سکتے ہیں۔

تضادات مرزا غلام احمد قادیانی

قول اول: ......"خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔" (ازالہ اوہام ص ۱۱۴ ج۲)

تردید: ......"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱)

قول اول: ......"یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ تورات کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح نے بھی انجیل میں خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئی ٹل جائے۔" (کشتی نوح ص ۵ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

تردید: ......"ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے۔" (اعجاز احمدی ص ۱۴)

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

سالانہ رد قادیانیت کورس چناب نگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام 5 شعبان المعظم سے 27 شعبان المعظم 1421ھ سالانہ رد قادیانیت کورس مسلم کالونی چناب نگر جامع مسجد ومدرسہ ختم نبوت میں منعقد ہوا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا اللہ وسایا' حضرت مولانا عبداللطیف' حضرت مولانا خدا بخش' حضرت مولانا محمد اسماعیل' حضرت مولانا بشیر احمد الحسینی' حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن' حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی' حضرت صاحبزادہ طارق محمود' جناب طاہر رزاق' الحاج اشتیاق احمد' مولانا بشیر احمد قاسمی کے لیکچر ہوئے۔ 156 طلباء کرام نے داخلہ لیا۔ 154 طلباء امتحان میں شریک ہوئے۔ 151 طلباء نے کامیابی حاصل کی۔ امتحان کی نگرانی وانتظام حسب سابق جناب ساجد اعوان کے سپرد تھا۔ محترم پروفیسر شجاعت علی مجاہد نے ان کی معاونت کی۔ طلباء کے داخلہ کا کام جناب مولانا غلام مصطفیٰ' جناب رانا محمد طفیل جاوید نے سرانجام دیا۔ صبح کا درس حضرت مولانا فقیر اللہ اختر ارشاد فرماتے رہے۔

مہمانوں کے کھانا کا نظام قاری عبدالرحمٰن' قاری احمد جان' قاری محمد عابد' قاری محمد رمضان' جناب غلام یاسین صاحب نے سنبھالا۔ صبح آٹھ بجے سے 12 بجے دن' ظہر سے عصر' عشاء سے رات گئے تک تعلیم ہوتی رہی۔ اس دوران میں طلباء کو مناظرہ اور تقریر کرنے کی تربیت بھی دی گئی۔ آخری دو دن مرکز کی طرف سے شریک طلباء کے لئے نصف قیمت پر کتابوں کا سٹال لگایا گیا۔ قاری محمد حفیظ اللہ نے اس کی ذمہ داری سنبھالی۔ 27 شعبان کو جمعہ کی نماز حضرت امیر مرکزیہ مخدوم المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ جمعہ کے بعد طلباء کو اسناد وکتب دی گئیں۔ حضرت امیر

مرکزیہ دامت برکاتہم کے ساتھ حضرت مولانا مفتی محمد ظفر اقبال ناظم جامعہ باب العلوم کہروڑپکا بھی سٹیج پر تشریف فرما تھے۔

یوں الحمدللہ! پاکستان کے چاروں صوبوں آزاد کشمیر سے علماء وطلباء کی ایک کثیر جماعت نے اس کورس سے فائدہ حاصل کیا۔ نوشہرو فیروز سندھ کے جناب عبدالجبار صاحب نے کل ایک سو چالیس نمبروں سے 124 نمبر لے کر پہلی پوزیشن اور صوابی کے جناب محمد امان اللہ صاحب نے 123 نمبر لے کر دوسری پوزیشن اور شورکوٹ کے جناب جاوید اختر فاروقی نے 121 نمبر لے کر تیسری پوزیشن حاصل کی۔ ذیل میں شرکاء کی فہرست ملاحظہ فرمائیں:

رول نمبر	نام	علاقہ	رول نمبر	نام	علاقہ
1	مہر عبدالستار	بہاول پور	2	افتخار محمد ابوبکر	پشاور
3	عمر فاروق	چناب نگر	4	نورالدین	میرپور خاص
5	طارق اسماعیل	میاں چنوں	6	سکندر ذوالقرنین	سکھر
7	غلام محمد افغانی	ایبٹ آباد	8	محمد اسحٰق	اٹک
9	حافظ اللہ دتہ	چنیوٹ	10	محمد آصف	کھاریاں
11	عبدالرحمٰن افغانی	افغانستان	12	محمد رضوان	جڑانوالہ
13	احسان الحق	تلہ گنگ	14	ظہور احمد	شاہ پور
15	محمد افضل	میلسی	16	محمد امان اللہ	صوابی
17	محمد فیصل	اٹک	18	منظور حسین اعوان	مظفر آباد
19	ذوالفقار احمد	مانسہرہ	20	محمد اعظم	بالاکوٹ
21	انور خان	چارسدہ	22	سعید اللہ	چارسدہ
23	رضاء اللہ	راولپنڈی	24	محمد اسرائیل کشمیری	مظفر آباد
25	عبدالجلیل	کرک	26	ضیاء الاسلام	مالاکنڈ
27	محمد عمر طاہر	ہری پور	28	حق نواز	مانسہرہ
29	سید محمد عرفان	مردان	30	محمد آفاق عباسی	مری

31	انوارالحق ندیم	ٹوبہ ٹیک سنگھ	32	نور محمد زنگو	چنیوٹ
33	عبدالمتین	زیارت	34	عبدالناصر	زیارت
35	عبیداللہ زاہد	خوشاب	36	محمد رمضان	مظفر گڑھ
37	انیس الرحمٰن	رحیم یار خان	38	مسعود احمد	رحیم یار خان
39	عامر شہباز	ڈیرہ غازی خان	40	رانا آفتاب احمد	بھکر
41	محمد یامین حمید	لاہور	42	محمد جمیل رحیمی	قصور
43	عبدالرؤف	میلسی	44	عبدالشکور قاسمی	آزاد کشمیر
45	شوکت الاسلام	دیر	46	ضیاء الرحمٰن	مظفر آباد
47	محمد اقبال	بہاول نگر	48	محمد یوسف	باغ آزاد کشمیر
49	سلیمان خان	ایبٹ آباد	50	یوسف عمران	مظفر گڑھ
51	سلطان محمود	خانیوال	52	غیر حاضر	
53	حافظ عبدالشکور ندیم	گوجرانوالہ	54	قاری نجم الدین	ایبٹ آباد
55	عبدالصبور	لودھراں	56	طارق محمود	لودھراں
57	خالد محمود	بہاول پور	58	محمد عابد	بہاول پور
59	خالد محمود	بہاول پور	60	محمد صادق	بہاول پور
61	محمد منیر	بہاول پور	62	محمد اقبال	بہاول پور
63	خالد محمود درخواستی	بہاول پور	64	بشیر احمد	ٹوبہ ٹیک سنگھ
65	محمد حنیف	گوجرہ	66	خلیل احمد	سمندری
67	محمد عرفان	فیصل آباد	68	غلام یٰسین	خان گڑھ
69	محمد شفیق	دنیاپور	70	محمد شریف	ملتان
71	حافظ امیر جان	ڈیرہ اسماعیل خان	72	حافظ لطف الرحمٰن	ٹانک
73	حبیب الرحمٰن	ٹانک	74	محمد شریف اطہر	میلسی
75	محمد طاہر	احمد پور شرقیہ	76	محمد شریف نعمانی	میلسی

77	محمد ظفر اقبال	بھلوال	78	غلام اکبر	
79	عبداللطیف	بھکر	80	سمیع اللہ صدیقی	تونسہ شریف
81	اللہ دتہ	جھنگ	82	بلال احمد	جتوئی
83	طاہر فاروق	بالاکوٹ	84	منظور احمد	شکارپور
85	محمد بلال عباسی	نوشہرو فیروز	86	محمد قاسم	خیرپور میر
87	عبدالخالق	شکارپور	88	دلاور حسین	حیدر آباد
89	عبدالرؤف سندھی	نوشہرو فیروز	90	مولابخش	نواب شاہ
91	نعیم اللہ	خیرپور میرس	92	عبدالقدوس	شکارپور
93	عبداللہ عابد	خیرپور	94	حفیظ اللہ	خیرپور
95	امداد اللہ احقر	میرپور خاص	96	عبدالماجد	نوشہرو فیرو
97	محمد ندیم	نوشہرو فیروز	98	عبدالشکور سندھی	نوشہرو فیرو
99	عبدالباسط	نوشہرو فیروز	100	نصیر احمد عباسی	نوشہرو فیرو
101	غیر حاضر		102	عبدالوحید عباسی	نوشہرو فیرو
103	عبدالباسط	نوشہرو فیروز	104	عبدالجبار	نوشہرو فیرو
105	عزیز الرحمن	نوشہرو فیروز	106	عبدالسمیع	نوشہرو فیرو
107	عطاءاللہ	نوشہرو فیروز	108	عبدالعزیز لغاری	سانگھڑ
109	عبدالسمیع	سانگھڑ	110	ندیم احمد	خیرپور
111	محمد حنیف	سانگھڑ	112	عبدالکریم	سانگھڑ
113	وارث علی	اوکاڑہ	114	جاوید اقبال	مظفر آباد
115	محمد آصف	ڈسکہ	116	محمد نعیم	ڈسکہ
117	خلیل احمد	کہروڑپکا	118	خالد محمود	شہدادپور
119	محمد اختر	لودھراں	120	محمد یعقوب	اٹک
121	عبدالستار	میرپور خاص	122	سجاد حسین شاہ	مانسہرہ

123	محمد انور	ڈسکہ	124	محمد اکرم	میلسی
125	عبدالغفور	کہروڑپکا	126	سید محسن شاہ بخاری	پشاور
127	محمد یونس قاسمی	کبیروالا	128	عبداللطیف عثمانی	عارف والا
129	اللہ بخش	میلسی	130	عبدالرزاق معاویہ	لیہ
131	جاوید اختر فاروقی	شورکوٹ	132	عبدالمجید صفدر	گوجرانوالہ
133	محمد علی	خانیوال	134	محمد عبدالشکور	کبیروالا
135	عبدالخالق	تلہ گنگ	136	محمد طارق	مظفر آباد
137	کرامت صدیقی	آزاد کشمیر	138	عبدالخالق	کبیروالا
139	شمس الحق	مظفر گڑھ	140	محمد اسلم	ڈیرہ اسماعیل خان
141	محمد اقبال	ڈیرہ اسماعیل خان	142	عبدالمجید نفیس	میلسی
143	سید احمد	ٹوبہ ٹیک سنگھ	144	عبدالمالک	مکران
145	محمد اسحٰق	میلسی	146	محمد نعیم	آزاد کشمیر
147	محمد طارق	ٹوبہ ٹیک سنگھ	148	حبیب اللہ	لورالائی
149	محمد شاہد احمد	لاہور	150	عقیل احمد صدیقی	جھنگ
151	غلام عباس ساجد	لیہ	152	غلام عباس طاہر	لیہ
153	محمد صدیق حقانی	قصور	154	محمد احمد ایرانی	ایران
155	محمد امین	قصور	156	محمد ندیم اختر	قصور

مسلم قادیانی تصادم میں مسلمانوں کے خلاف مقدمہ کا اندراج بدترین "قادیانیت نوازی" ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' حضرت مولانا سید نفیس الحسینی مدظلہ' حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا مفتی محمد جمیل خان' مولانا اللہ وسایا' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' مولانا بشیر احمد نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں سرگودھا کے نواحی گاؤں تخت ہزارہ میں مسلم قادیانی تصادم میں پانچ قادیانیوں کی ہلاکت اور مولانا اطہر شاہ سمیت درجنوں مسلمانوں کے شدید اور زخمی ہونے کے واقعہ پر قادیانیوں کو ذمہ دار قرار دیا

ہے اور کہا ہے کہ قادیانیوں نے علاقہ میں مسلمانوں کی مسجد پر قبضہ کر کے اپنی عبادت گاہ بنالی۔ جس پر علاقہ کے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو گیا اور بعد ازاں قادیانی غنڈوں نے مولانا اطہر شاہ کو اغوا کر کے شدید زدوکوب کیا۔ جس سے مسلم قادیانی تصادم شروع ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے کہا کہ اس تصادم میں انتظامیہ نے 46 مسلمانوں بشمول رہنمایان ختم نبوت (جو وہاں موجود بھی نہ تھے) کے خلاف پرچہ درج کیا۔ جبکہ مولانا اطہر شاہ سمیت درجنوں شدید زخمی مسلمانوں کی رپورٹ پر کسی ایک قادیانی کے خلاف بھی پرچہ درج نہ کیا۔ جو قادیانیت نوازی کی بدترین مثال ہے۔ مسلم قادیانی تصادم میں صرف مسلمانوں کے خلاف پرچے کا اندراج انصاف اور قانون کے سراسر منافی ہے۔ ختم نبوت کے رہنماؤں نے مطالبہ کیا کہ انتظامیہ اس تصادم کی ذمہ دار قادیانی غنڈوں کے خلاف بھی پرچہ درکر کے اور ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی شرانگیزی اور قادیانیوں کی طرف سے پیدا کردہ اشتعال انگیز کارروائیوں کا سخت سے سخت نوٹس لے ورنہ بصورت دیگر قادیانیت نوازی حکمرانوں کو لے ڈوبے گی۔

مولانا محمد اسماعیل کے خلاف قذف کا استغاثہ خارج

عتیق نواز نامی ایک شخص جس نے اپنے آپ کو یوسف کذاب کا شاگرد ظاہر کیا نے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے خلاف قذف کا استغاثہ دائر کرنے کی درخواست دی۔ جسے ایڈیشنل سیشن جج جناب اطہر چوہدری نے مجسٹریٹ دفعہ 30 میاں غلام حسین کے پاس دفعہ نمبر 202 ضابطہ فوجداری کے تحت انکوائری اور رپورٹ کرنے کا حکم دیا۔ استغاثہ کی طرف سے ڈاکٹر حمید احمد ایاز بطور وکیل پیش ہوئے۔ مجسٹریٹ نے تفصیلی انکوائری کے بعد استغاثہ کو نہ صرف خارج کیا بلکہ مدعی استغاثہ کو بھاری جرمانہ ادا کرنے اور توہین عدالت کی سزا دینے کی سفارش کی۔

مجسٹریٹ نے کہا کہ یوسف کذاب کے خلاف زنا کا الزام پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے۔ جس کے تحت کذاب کو سزا ہوئی اور سیشن کورٹ نے کذاب کو جھوٹا اور فراڈیا قرار دیا ہے اور کذاب کی طرف سے اب ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی جاچکی ہے۔ اندریں حالات استغاثہ قابل پیش رفت نہ ہے۔ مجسٹریٹ نے اپنے تفصیلی فیصلہ میں قرآن وسنت اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کے حوالہ جات بھی دیئے۔

مولانا غلام مصطفیٰ کا تبلیغی دورہ سیالکوٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر کے مبلغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے گزشتہ دنوں ضلع سیالکوٹ کا تبلیغی دورہ کیا۔ مولانا نے جامع مسجد فاروقیہ چوک امام صاحب، جامع مسجد مدینہ ٹرنک مارکیٹ، جامع مسجد کشمیریاں، جامع مسجد خالد بن ولید بلال کالونی، جامع مسجد عثمانیہ، جامع مسجد فاروق اعظم، خطبہ جمعۃ المبارک، جامع مسجد ابراہیم جودھیوالی، جامع مسجد عمر فاروق، جامع مسجد غلام حسین گوجرانوالہ، شاہی جامع مسجد پسرور، جامع مسجد ختم نبوت موسیٰ والا، مدرسہ دارالعلوم مدنیہ میں درس قرآن مجید سے خطاب فرمایا۔ مولانا نے اپنے خطبات میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی شرانگیزیوں سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ مولانا نے کہا کہ قادیانی نہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو مانتے ہیں اور نہ ہی آج تک آئین کو تسلیم کیا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی کو روکا جائے۔ قادیانی کھلے عام تبلیغ کررہے ہیں ان پر کڑی نظر رکھی جائے۔ مولانا نے عوام سے اپیل کی جہاں کہیں کوئی قادیانی کسی علاقے میں تبلیغ کررہا ہو تو علاقہ کے لوگوں کو چاہئے کہ اسے خود روکیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفاتر میں بھی اس کی اطلاع کی۔ بعد ازاں مولانا نے جماعتی رفقاء سے ملاقاتیں کی۔ مولانا مفتی رشید احمد، مولانا غلام مرتضیٰ، مولانا محمد فیروز خان، مولانا قاری محمد اسحق، مولانا قاری مصدق، حافظ محمد فیاض، قاری محمد افضل اور صوفی عبدالغفار کے ہمراہ مولانا نے علاقہ بھر کا دورہ کیا۔ آخر میں مولانا نے ان حضرات کا دورہ کے سلسلہ میں تعاون کرنے پر شکریہ ادا کیا۔

پشاور میں قادیانی خاندان کا قبول اسلام

پشاور کے موضع بازید خیل کے علاقے کا مشہور قادیانی خاندان کا سربراہ فضل نعیم ولد غلام شریف، عبدالغفار، فضل شاہ، ظفر اقبال، پسران فضل نعیم نے علاقہ کے علماء اور مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد کی موجودگی میں قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان کیا اور کہا کہ ہم مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ پیروکاروں کو دائرہ اسلام سے خارج، مرتد، زندیق، کذاب، دجال اور کافر سمجھتے ہیں۔ آخر میں اسلام قبول کرنے والے نو مسلم احباب کی دین اسلام پر ثابت قدم رہنے کی دعا کی گئی۔ جس میں مجلس پشاور کے امیر مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا نورالحق نور اور دیگر رفقاء بھی موجود تھے۔

لاہور میں ایک قادیانی کا قبول اسلام

مسمی ناصر احمد ولد نذیر احمد نے حضرت مولانا مفتی شیر محمد جامعہ اشرفیہ لاہور والوں کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کا شرف حاصل کیا۔ ناصر نے احمد مرزائیت اور اور مرزا غلام احمد قادیانی کے نظریات سے برات کا اعلان کرتے ہوئے اس بات کا اقرار کیا کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ کے جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا بشمول مرزا غلام احمد قادیانی کے وہ کذاب' دجال' زندیق' مرتد' کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

گولارچی میں قادیانی کا قبول اسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گولارچی کے رکن حاجی لطف خان اعوان' حاجی یار محمد اعوان' ملک اختر علی اعوان' حاجی عبدالغفور میمن و دیگر عہدیداروں کی کاوش سے گورلاچی شہر کے مشہور ٹریکٹر مستری محمد اکرم قادیانی نے حافظ خلیق اللہ صاحب کے ہاتھ پر قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

وفیات

شیخ الاسلام حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ کی اہلیہ محترمہ اور مولانا فضل الرحمن درخواستی مہتمم جامعہ مخزن العلوم خانپور کی والدہ محترمہ کا گذشتہ دنوں انتقال ہو گیا۔ اسی طرح محترم حاجی ہدایت اللہ ملتان والوں کے برادر گرامی جناب حاجی اکبر بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ جمعیت علمائے اسلام کے رہنما مرحوم شیخ محمد یعقوب کی اہلیہ محترمہ کا بھی پچھلے دنوں وصال ہو گیا۔ حق تعالیٰ ان سب کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ ادارہ لولاک ان کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

مولانا نور احمد مظاہری کے لئے دعائے صحت کی اپیل!!!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و جمعیت علمائے اسلام پھلور کے بزرگ رہنما حضرت مولانا نور احمد مظاہری دامت برکاتہم گزشتہ چند ماہ سے بیمار ہیں۔ جماعتی رفقاء سے استدعا ہے کہ مولانا کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا تادیر سلامت باکرامت رکھیں۔

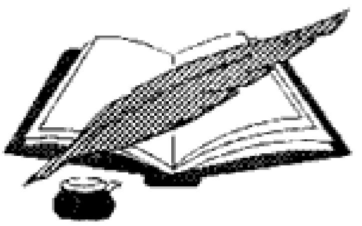

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے! ادارہ

نام کتاب	:	شہیدان ناموس رسالت ﷺ
ترتیب و تحقیق	:	محمد متین خالد
صفحات	:	392
قیمت	:	=/200 روپے
ملنے کا پتہ	:	فاتح پبلشر یوسف مارکیٹ ‘غزنی سٹریٹ اردو بازار ‘لاہور

زیر نظر کتاب حضور نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس پر قربان ہو جانے والے خوش نصیبوں کے ایمان افروز تذکرے پر مشتمل ہے۔

ان شہیدان ناموس رسالت ﷺ میں شہدائے جنگ یمامہ ‘شہدائے تحریک ختم نبوت 1953ء ‘غازی علم الدین شہیدؒ ‘غازی عبدالقیوم شہیدؒ ‘غازی حاجی محمد مانک ‘غازی مرید حسین شہیدؒ ‘غازی عبدالرشید شہیدؒ ‘غازی عبداللہ شہیدؒ ‘غازی میاں محمد شہیدؒ غازی منظور حسین شہیدؒ ‘غازی فاروق احمد ‘غازی محمد صدیق ‘غازی احمد دین شہید ‘غازی عبدالمنان ‘غازی زاہد حسین ‘غازی بابو معراج الدین شہید کے علاوہ کئی دوسرے شہید شامل ہیں۔

اسلام کی سربلندی اور امت مسلمہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کے خاطر ان شہیدان ناموس رسالت ﷺ نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کر کے اسلام کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اپنے مقدس لہو سے چمن اسلام کی آبیاری کرنے والے یہ وہ خوش قسمت ہیں۔ جن پر روح فطرت ناز کرتی ہے۔

یہ روشن کردار ہماری تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ ان شہیدوں کی زندہ قبریں اہل عالم کے لئے آج بھی چشمہ نور کی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ لوگ اسلام کے مقدر کے درخشاں اور روشن ستارے ہیں۔ ان کی رفعت پر پوری ملت اسلامیہ رشک کرتی ہیں۔

فردوس بریں بازو پھیلائے محبوب کائنات ﷺ کے ان محبوبوں کی منتظر ہے۔ حور و غلمان ایسے

ہی قدسیوں کی راہ تکتے ہیں۔ فرشتے جبرائیل امین علیہ السلام کی قیادت میں اپنے ہاتھوں میں تاج عظمت لئے انہیں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت کی رضا پر راضی ہو جانے اور اس کے محبوب کی آبرو پر فدا ہو جانے والے ان خوش بختوں کو اللہ رب العزت اپنے دیدار سے مشرف فرماتے ہیں۔

کوئی لہجہ 'کوئی طرز بیان 'کوئی لغت 'کوئی پیرایہ اظہار' اتنی تاب نہیں رکھتا کہ وہ ان مجاہدین کی جرات بے مثل کا قصیدہ کہہ سکے۔ خراج تحسین پیش کر سکے۔ یہی وجہ ہے شہیدان ناموس رسالت ﷺ آج بھی ہماری آنکھوں میں رہتے۔ دلوں میں بستے اور سانسوں میں مہکتے ہیں۔ یہی ہماری جمع پونجی ہیں۔ یہ ہمارا اثاثہ ہیں۔ یہ ہمارا سرمایہ افتخار ہیں۔ یہ اس گم کردہ راہ قوم کے راہنما اور برگشتہ بخت ملت کے محسن ہیں۔

☆............ یہ کتاب ظلمت دہر میں "چراغ اسم محمد ﷺ" کی اجلی اور کومل لوؤں سے اجالا کرنے والے ضوریز و ضیابار ماہتابی و آفتابی کرداروں کا روشن تذکرہ لیے ہوئے ہے۔

☆............ یہ کتاب تھانوں کی تنگ و تاریک حوالاتوں 'پھانسی گھاٹوں کی بے نور فضاؤں اور جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں "آبروئے ما زنام مصطفی ﷺ است" کا ورد کرنے والے کفن بردوش مجاہدوں کی زندہ جاوید روداد اور انوکھے مشاہدات پر مشتمل ہے۔

☆............ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کا ایک ایک لفظ ناموس رسالت ﷺ پر حملہ آور ہونے والے بد طینت انسان نما ابلیسوں کے ایوانوں کے لیے برق قضا کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆............ یہ کتاب محض ایک کتاب نہیں............ خواجہ بطحا ﷺ کی حرمت پر کٹ مرنے والوں اور دشمنان رسالت مآب ﷺ کے ناپاک وجود سے دھرتی کو پاک کرنے والی پاکیزہ ہستیوں کا مختصر مگر مبسوط انسائیکلو پیڈیا ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔

☆......☆......☆

عید مبارک!

ماہنامہ لولاک اپنے معزز قارئین کو عید کے اس پر مسرت موقع پر دل کی گہرائیوں سے عید مبارک پیش کرتا ہے۔

دینی معلومات

تحریر: مولانا محمد طیب فاروقی

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آنے کے بعد کونسا پھل سب سے پہلے کھایا؟۔

جواب...... حضرت آدم علیہ السلام نے پھلوں میں سب پہلے بیر تناول فرمایا۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کو کن کن پہاڑوں کے پتھروں سے تعمیر کیا؟۔

جواب...... حضرت آدم علیہ السلام نے پانچ پہاڑوں کے پتھروں سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔

نمبر1...... طور سینا۔ نمبر2...... طور زیتون۔ نمبر3...... جبل لبنان۔ نمبر4...... جبل جودی۔ نمبر5......اور اس کے مینار حراء پہاڑ کے پتھر سے بنائے۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام کا قد کتنا تھا؟۔

جواب...... حضرت آدم علیہ السلام کا قد مبارک ساٹھ ہاتھ تھا۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام نے کتنی عمر پائی؟۔

جواب...... حضرت آدم علیہ السلام کی عمر مبارک 936 سال ہوئی۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام کی بوقت وفات اولاد کی تعداد کتنی تھی؟۔

جواب...... حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ جس میں پوتے پڑپوتے سب شامل ہیں۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کس مقام پر ہوئی؟۔

جواب...... حضرت آدم علیہ السلام کی وفات سری لنکا میں واقع نوذ نامی پہاڑ پر ہوئی۔

سوال...... حضرت آدم علیہ السلام کے حضرت اماں حوا کے بطن سے کتنے بچے پیدا ہوئے؟۔

جواب......ابن جریر طبری نے کہا ہے کہ حضرت اماں حوا کے بطن سے چالیس بچے پیدا ہوئے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایک سوبیس بچے پیدا ہوئے۔

☆......☆......☆

بچوں کا صفحہ

بڑے ضرور پڑھیں

اشتیاق احمد

ایک دعویٰ

مرزا کے ایک دعوے کو کوئی مرزائی درست نہیں مانتا، آج تک کسی کتاب میں مرزا کے اس دعوے کی تصدیق نہیں کی گئی... نہ زبانی کلامی کسی مرزائی کی کوئی بات اس سلسلے میں ہم تک کبھی پہنچی... بلکہ ہم تو اب بھی اعلان کرتے ہیں، مرزائیوں سے پوچھتے ہیں... وہ وضاحت کر دیں... کیا وہ مرزا کے اس دعویٰ کو مانتے ہیں۔

دعویٰ بھی ایسا ویسا نہیں... مرزا کو اپنے اس دعویٰ پر یقین تھا... اب جس بات پر مرزا کو یقین تھا... آخر مرزائی کیوں اس دعوے کو درست نہیں مانتے... اور مانتے ہیں تو وہ اعلان کریں... تجربے کے طور پر یہ مضمون پڑھنے کے بعد اگر آپ کی کسی مرزائی سے ملاقات ہو جائے تو بے کھٹکے اس سے سوال پوچھ سکتے ہیں... اور وہ سوال یہ ہے:

"کیا آپ مرزا کو خدا مانتے ہیں؟"

وہ فوراً جواب دے گا۔

"جی نہیں! ہم مرزا کو خدا نہیں مانتے... البتہ ہم مرزا کو نبی مانتے ہیں۔"

یہ جواب سن کر ہم مرزائیوں کو مرزا کی ایک تحریر پیش کریں گے... ملاحظہ فرمائیں مرزا نے آئینہ کمالاتِ اسلام ص 564 پر لکھا ہے۔

"میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔"

خواب تو یہاں تک ہے کہ میں نے دیکھا، میں خود خدا ہوں... اس کے بعد یعنی خواب سے بیدار ہونے پر مرزا نے کہا:

"میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں، یعنی خدا ہوں..."

مطلب صاف ہے... مرزا خود کو صرف نبی، رسول وغیرہ وغیرہ ہی نہیں کہتا تھا... بلکہ خود کو خدا بھی مانتا تھا... ہمارا مرزائیوں سے سوال ہے۔

"کیا مرزائی مرزا کو خدا مانتے ہیں..."

جواب ہاں یا نہ میں دیں...

ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا...

حال ہی میں منظر عام پر آنے والی کتاب

سوانح حیات

1974ء کی تحریک ختم نبوت کے بانی ایک عہد آفریں شخصیت

مجاہد ختم نبوت

حضرت مولانا تاج محمودؒ

مصنف : صاحبزادہ طارق محمود

صفحات 360 خوبصورت ٹائیٹل کمپیوٹر کتابت اعلیٰ طباعت

نوٹ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر مقامی دفتر سے حاصل کریں!

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان' فون : 514122

رد قادیانیت پر علماء کرام کی سہ ماہی تربیتی کلاس

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے رد قادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علماء کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
- 10 شوال 1421ھ سے ایک کلاس جاری کی جارہی ہے۔ یہ کلاس 30 ذی الحجہ 1421ھ کو اختتام پذیر ہوگی۔
- جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔
- کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا وفاق المدارس پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا جید جدا میں سندیافتہ ہونا ضروری ہے۔
- ان حضرات کو قیام و خوراک کے علاوہ آٹھ سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
- امتحان پاس کرنے والے حضرات کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ میں بطور مبلغ کے بھی رکھا جاسکتا ہے۔
- جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔
- تعلیم 10 شوال کو شروع ہوجائے گی۔

درخواست و رابطہ کیلئے:

مرکزی ناظم اعلیٰ

(مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122